خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی ۱۹۰۸-۲۰۰۸

اقلیم خلافت کے تاجدار

دوست محمد شاہد مؤرّخ احمدیت

اقلیم خلافت کے تاجدار

دوست محمد شاہد مؤرّخ احمدیت

(صرف احمدی احباب کیلئے)

اقلیم خلافت کے تاجدار

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح
الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے

چشمدید اور دلآویز واقعات

الناشر ''الحافظ پبلیکیشنز'' چناب نگر
مطبوعہ: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

صادقوں کے بادشاہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے آخرین میں ادارہ خلافت کے از سرِ نو احیاء کی واضح خبر "ثم تکون الخلافة علیٰ منهاج النبوة" (مشکوٰۃ کتاب العلم) میں دی ہے جس کی ایک قرأت مجدد اہلسنت علامہ علی القاریؒ کی تحقیق کے مطابق "ثم تکون خلافة" بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے وصال کے بعد نبوت خلافت کی شکل میں نمودار ہوگی بالفاظ دیگر جملہ خلفاء راشدین جو قیامت تک ظہور فرما ہوں گے رسول اللہؐ کی عکسی تصویریں ہوں گے اور ان کے وجود سے گویا گردشِ لیل ونہار صدیوں پیچھے پلٹ جائے گی اور زمانہ نبوی پھر عود آئے گا اور اس کی پُر انوار جھلکیاں کُل عالم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلے گا اسی لئے حضور پُر نور نے بارگاہ رب العزت میں دعا کہ

"اللهم ارحم خلفائی الذین یاتون من بعدی الذین یروون احادیثی و سنتی و یعلمونها الناس" (طبرانی الاوسط بحوالہ "جامع الصغیر" للسیوطیؒ جلد ۱ صفحہ ۶۱ مصری) اس مبارک حدیث کا ترجمہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نافلۂ موعود ذوالقرنین وقت کے قلم سے حسب ذیل ہے۔

"اے میرے اللہ میرے نائبین اور میرے خلفاء پر رحم کر جو میرے بعد آئیں گے اور میری باتیں اور میری سنت دنیا کے سامنے بیان کریں گے اور میری باتیں اور میری سنت ہی دنیا کو سکھائیں گے۔" (جلسہ سالانہ کی دعائیں صفحہ ۱۰۴)

تحریک احمدیت کے خلفاء خمسہ کی سیرت وشمائل کا یہ وہ جامع نقشہ اور لطیف خاکہ ہے جو خود شہنشاہ نبوت نے کھینچا ہے اور جیسا کہ خاکسار کے درج ذیل ذاتی اور چشمدید واقعات سے بھی عیاں ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔ خلافت ثانیہ، خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے عالی پایہ اور عظیم الشان تاجداروں میں بھی اسی شان کی جلوہ گری ہوئی۔ نہ صرف عالمگیر سطح پر بلکہ نجی اور ذاتی ماحول میں بھی۔

حضرت سیدنا مصلح موعودؓ

سیدنا محمود المصلح الموعودؓ (۱۸۸۹ء۔۱۹۶۵ء) دست قدرت کا عالمی شاہکار تھے، جن کی زندگی کے انوار و تجلّیات کا نقشہ مصوّر خدا نے آپ کی ولادت سے چار برس قبل الہامی الفاظ میں کھینچ دیا تھا۔ حضور نے ۱۹۳۶ء میں فرمایا:-

''حضرت خلیفہ اوّل...... کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خدا کی آواز ہے۔'' (رپورٹ مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۷)

پھر دعویٰ مصلح موعودؓ کے معاً بعد اعلان کیا:-

''وہ لوگ جن کا میرے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف خدمات میں میرا ہاتھ بٹانے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جب مجھ کو پا لیا تو وہ حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ سے جا ملے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ایک نیا باب کھول کر اپنی عظیم الشان رحمتوں سے ہمیں نوازا ہے۔'' (رپورٹ مشاورت ۱۹۴۴ء صفحہ ۵،۶)

راقم الحروف ۱۹۳۵ء کے آخر میں اپنے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کے ساتھ پہلی مرتبہ پنڈی بھٹیاں سے قادیان حاضر ہوا۔ دیارِ حبیب کی زیارت، قدوسیوں کا اجتماع دیکھا اور ۲۸؍دسمبر کو حضرت مصلح موعودؓ کا روح پرور خطبہ عید الفطر سننے کی بھی سعادت پائی۔ حضور پُرنور نے یہ خطبہ عیدگاہ میں پڑھا اور اس میں ارشاد فرمایا:-

''میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو عید کا یہ تحفہ پیش کروں کہ ہمارا خدا کامل محبت ہے۔ کوئی محبت اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتی۔'' (الفضل ۴ جنوری ۱۹۳۶ء صفحہ ۲)

یہ بھی محض اللہ جلشانہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ ۱۹۳۶ء (یعنی مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ) سے لے کر ۱۹۶۵ء تک کا زمانہ اس محبوبِ خدا اور خلیفہ موعود کا مبارک زمانہ پانے کی توفیق ملی

بلکہ کم وبیش ۱۱ سال (وسط ۱۹۵۲ء تا دسمبر ۱۹۶۳ء) آپ جیسی برگزیدہ شخصیت کے مقدس قدموں میں بیٹھنے، فیضیاب ہونے اور قریب سے آپ کے خدا نما چہرہ کو دیکھنے کے بہت سے مواقع میسر آئے جو نور ربانی کا تجلی گاہ اور

ع ملک کو بھی جو بناتا تھا اپنا دیوانہ

خاکسار کے ذاتی مشاہدات اور تجربات کا خلاصہ یہ ہے کہ الٰہی نوشتوں کے مطابق سیدنا مصلح موعودؓ اخلاق وشمائل کے اعتبار سے حضرت مسیح موعودؑ کے حسن واحسان میں نظیر تھے۔ (ازالہ اوہام) اور تاجدار خلافت کی رو سے ''فضل عمر'' (سبز اشتہار) جیسا کہ مندرجہ ذیل چند چشم دید وقائع و احوال سے عیاں ہوگا۔

اوّل:- اپریل ۱۹۴۱ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی معرکہ آراء تقریر کی پہلی جلد دفتر تحریک جدید نے شائع کی۔ چند ماہ بعد موسمی تعطیلات کے دوران قادیان سے اپنے آبائی وطن پنڈی بھٹیاں میں آیا تو اس کا ایک نسخہ تحفہ کے طور پر ساتھ لے گیا۔ پرائمری سکول پنڈی بھٹیاں میں ہمارے ہیڈ ماسٹر ایک شریف النفس بزرگ غالباً جناب قادر بخش صاحب تھے جو احراری پراپیگنڈا سے بہت متاثر تھے۔ یہ کتاب میں نے انہیں بھی مطالعہ کے لئے پیش کی۔ وہ اگلے ہی دن ہمارے گھر تشریف لائے اور کتاب واپس کردی۔ میں نے حیرت زدہ ہوکر عرض کیا کہ اتنی جلدی آپ نے مطالعہ فرما لی؟ فرمانے لگے اب تک مجھے اس کے کچھ ابتدائی حصہ کے پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے مگر میں نے محسوس کیا کہ اس میں ایسی کشش ہے کہ مجھے ''مرزائی'' بنا کر چھوڑے گی۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ یہ ''حادثہ'' رونما ہونے سے قبل میں کتاب ہی کو واپس کر آؤں۔ پھر کہا میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اگرچہ آپ لوگ کافر ہیں مگر قرآن آپ لوگوں کے خلیفہ ہی کو آتا ہے۔ اگرچہ الفاظ بعینہٖ یہ نہیں تھے مگر مفہوم قطعی طور پر یہی تھا۔

دوم:- حضرت مصلح موعود نے آخری پارے کا درس جولائی ۱۹۴۴ء میں شروع فرمایا اور ابتداء اس کی ڈلہوزی میں فرمائی۔ مگر سورۃ الغاشیہ اور سورۃ الفجر کا درس بیت مبارک میں ارشاد فرمایا جس میں

عاجز کو بھی شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور جیسا کہ حضور نے تفسیر سورۃ الفجر کے تعارفی نوٹ میں بھی ذکر فرمایا ہے، حضور نے ۱۷رجنوری ۱۹۴۵ء کو عصر کی نماز کے آخر میں سجدہ سے سر اٹھایا ہی تھا کہ سورۃ الفجر کا مشکل مضمون جس کے بارے میں آپ کئی دن سے مضطرب تھے اللہ تعالیٰ نے ایک آن میں آپ پر حل کر دیا۔ خود فرماتے ہیں:۔

''پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ سجدہ کے وقت خصوصاً نماز کے آخری سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے بعض آیات کو مجھ پر حل کر دیا مگر اس دفعہ بہت ہی زبردست تفہیم تھی کیونکہ وہ ایک نہایت مشکل اور وسیع مضمون پر حاوی تھی۔ چنانچہ میں نے عصر کی نماز کا سلام پھیرا تو بے تحاشہ میری زبان سے الحمدللہ کے الفاظ نکل گئے۔''

الفاظ جو تصرّف الٰہی سے جاری ہوئے جملہ سامعین کی طرح میں نے بھی سنے اور جب حضور کی زبان مبارک سے سورۃ فجر کی تفسیر سنی تو روح وجد میں آگئی اور دل و دماغ معطر ہو گئے۔ اس وجدانی کیفیت کا نشہ میں اب تک محسوس کرتا ہوں۔

سوم:۔ دعوت الی اللہ کا بے پناہ جوش اور ولولہ آپ کو براہ راست اپنے مقدس باپ سے ورثہ میں ملا تھا اور کوئی انفرادی موقع بھی آپ ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ ۱۹۴۷ء کے آغاز میں خاکسار جامعہ احمدیہ درجہ ثالثہ کا طالبعلم تھا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ہماری کلاس کو قادیان کے ماحول میں واقع گاؤں گل منج میں بغرض دعوت و تربیت بھیجا اور انگریزی کے استاد حضرت چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی ہمارے نگران مقرر ہوئے۔ وفد میں مکرم چوہدری سردار احمد صاحب بزمی (حال مقیم لندن)، چوہدری عبدالمالک صاحب (مرحوم مربی انچارج انڈونیشیا)، مولانا عبداللطیف صاحب پریمی (مربی افریقہ) اور مولانا عبدالقدیر صاحب (مربی افریقہ حال کینیڈا) اور خاکسار شامل تھے۔ ہم لوگ قادیان دارالامان سے قاعدہ یسرنا القرآن کی کئی کاپیاں ساتھ لے گئے۔ ہمیں ارشاد تھا کہ کسی فرد پر بوجھ نہیں ڈالنا، خود ہی کھانا پکانا ہے۔ یہ وقف عارضی حضور کی خصوصی توجہ کی بدولت بہت

بابرکت ثابت ہوئی۔ خود ہماری تربیت ہوئی۔ کئی احمدی وغیر احمدی بچوں نے قاعدہ پڑھا اور بعض سعید روحیں بھی داخل احمدیت ہوئیں۔ یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ ہم پانچوں کو سات برس تک مدرسہ احمدیہ میں صاحبزادہ مرزا خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا حفیظ احمد صاحب کے ہم مکتب رہنے کا شرف حاصل رہا۔ اسی طرح مولانا محمد زُہدی صاحب فضلی مرحوم (مربی ملائیشیا) نے ہمارے ساتھ ۱۹۴۶ء میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد وہ واپس اپنے وطن تشریف لے گئے۔

چہارم:- ۱۹۴۸ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر خاکسار بھی دوسرے واقف زندگی ساتھیوں سمیت فرقان بٹالین کے رضا کاروں میں شامل ہوا۔ بربط میں دشمن کی گولہ باری کے نتیجہ میں میری دائیں آنکھ کا حساس پردہ پھٹ گیا۔ یہ بیماری میڈیکل کی اصطلاح میں DETACHMENT OF RETINA کہلاتی ہے۔ راولپنڈی کے .C.M.H نے علاج سے معذرت کی اور جواب دے دیا جس پر مجھے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے میو ہسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ سرائے عالمگیر کیمپ میں میرے روابط جناب پیاؔم شاہجہانپوری سے قائم ہو چکے تھے۔ وہی دیکھ بھال کے لئے تشریف لاتے رہے۔ ان دنوں ڈاکٹر رمضان علی صاحب (۱۹۰۰ء۔۱۹۸۸ء) جیسے خلیق و ہمدرد خلائق ہسپتال میں امراض چشم کے معالج تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ سے بھی ان کی خط وکتابت تھی اور وہ حضور سے عقیدت بھی رکھتے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ یہ فرقان بٹالین کا رضا کار ہے تو وہ بہت محبت سے پیش آئے۔ مگر ساتھ ہی واضح کیا کہ یہ بیماری عام طور پر یا تو مغرب کے سائنسدانوں کو ہوتی ہے یا جنگوں کے دھماکوں سے لاحق ہوتی ہے۔ پاکستان ایک نیا ملک ہے، یہاں اس کے آپریشن کے مکمل آلات دستیاب نہیں۔ خود میں نے اپنے ایک عزیز کا آپریشن کیا جو ناکام رہا اور دوسری آنکھ بھی نکالنی پڑی۔ میں ربوہ سے روانگی سے قبل حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں درخواست دعا تحریر کر کے آیا تھا اس لئے میں خدا پر توکل کر کے داخل ہسپتال ہو گیا اور ساتھ ہی محترم پیاؔم صاحب نے میرے والد حافظ محمد عبداللہ صاحب کو بھی تار دے کر بلوالیا۔

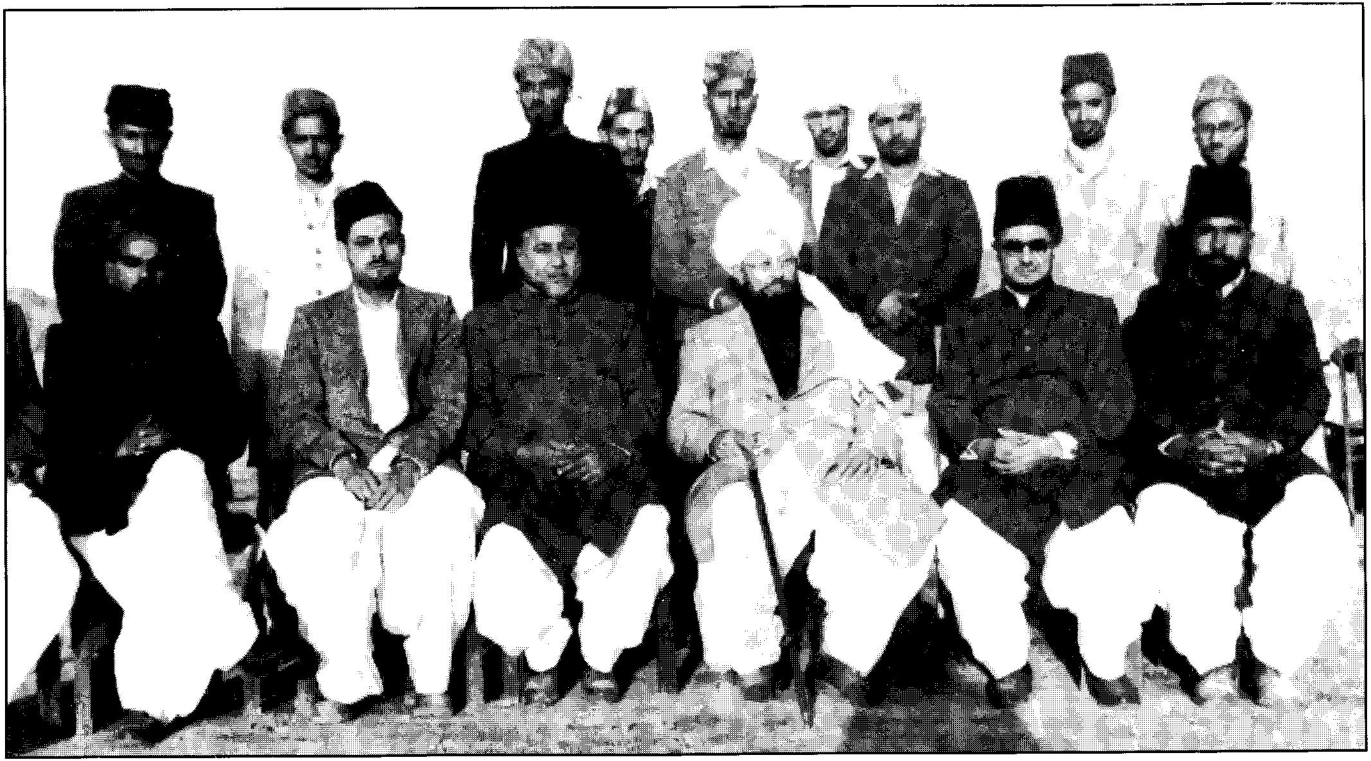

گروپ فوٹو ممبران مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ (54-1953) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ساتھ دائیں سے بائیں بیٹھے ہوئے۔ مولانا غلام باری صاحب سیف، صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب (نائب صدر دوم)، حضرت سیدنا مصلح موعودؓ خلیفۃ المسیح الثانیؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب (نائب صدر اول و پرنسپل کالج)، سید میر داؤد احمد صاحب، چوہدری سعید احمد صاحب عالمگیر (پچھلی قطار دائیں سے بائیں) دوست محمد شاہد نائب ایڈیٹر خالد، مولانا محمد احمد ثاقب صاحب، مکرم سید عبدالباسط صاحب (معتمد)، مکرم ملک محمد رفیق صاحب (معتمد مال)، مکرم قریشی مقبول احمد صاحب، مکرم محمد اشرف صاحب بھیروی، مکرم جناب حسن محمد خاں صاحب عارف، پیچھے پہرہ دار اور محافظ خاص کیپٹن محمد حسین چیمہ صاحب

مجھے مسلسل دو ماہ تک میو ہسپتال کے ایک بیڈ پر چت لیٹنا پڑا۔ یہ میرے لئے اپنی زندگی کا پہلا نہایت کربناک تجربہ تھا مگر حضور کی دعاؤں کے طفیل ایک غیبی سکینت طاری رہی۔ میرے بستر کے ساتھ ہی ایک کیمونسٹ دوست بھی داخل ہسپتال تھے۔ چونکہ میں نے حضرت مصلح موعودؓ کی زبان مبارک سے "اسلام کا اقتصادی نظام" کا روح پرور خطاب سنا ہوا تھا اس لئے اس دوست سے لیٹے لیٹے مذاکرہ سا جاری رہا۔ یہاں تک کہ خدا کے فضل سے ان پر اسلامی نظام حیات کی برتری کا سکّہ بیٹھ گیا۔ علاوہ ازیں میرے ذہن پر بعض علمی و دینی افکار نے غلبہ پالیا اور میری درخواست پر والد صاحب روزانہ انہیں لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اسی ماحول میں ایک ماہ بعد ڈاکٹر صاحب مرحوم نے میرا آپریشن کیا۔ کیونکہ یہ اپنی نوعیت کا دوسرا کیس تھا جو تشویش کا پہلو بھی رکھتا تھا اس لئے میڈیکل کالج کے بہت سے طلبہ کو بھی بلالیا گیا۔ آپریشن کے بعد میری دونوں آنکھوں پر سبز پٹی باندھ دی گئی جو ایک ماہ بعد کھولی گئی۔ یہ وقت میرے لئے قیامت سے کم نہیں تھا۔ مگر حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں کے طفیل آپریشن ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور اب جبکہ اس نازک آپریشن پر نصف صدی سے زیادہ بیت گئی ہے اور کاروان عمر اسّی کی منزل میں داخل ہو چکا ہے یہ تکلیف دوبارہ نہیں ہوئی۔

پنجم:- سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۶ر نومبر ۱۹۵۶ء کے خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دعا القاء فرمائی ہے کہ ہم قدم قدم پر خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس کی رضا کی جستجو کرتے ہیں اور ساتھ ہی جناب الٰہی سے بتایا گیا کہ یہ دعا سورہ فاتحہ کا حصہ ہے۔ جو لوگ اپنی دعاؤں میں یہ فقرے پڑھیں گے ان کی دعائیں زیادہ قبول ہوں گی۔ (الفضل ۲۳ر نومبر ۱۹۵۶ء صفحہ ۳)

اس خطبہ کے چند ہفتے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے تحریک کشمیر کا قدیم ریکارڈ کی عکسی کاپیاں بنوانے کے لئے لاہور آنا پڑا۔ میں سیدھا برصغیر کے نامور ادیب حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فوری توجہ فرمائی اور عجائب گھر کے مشفق انچارج صاحب کے ذریعہ راتوں رات دستاویزات کے روٹو گراف بنوا دیئے۔ میں حضرت شیخ صاحب کے مکان واقع رام گلی میں ہی ٹھہرا ہوا تھا۔ ابھی رات کی سیاہی ہر طرف چھائی ہوئی تھی اور ہر

طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا کہ میں طلوع فجر سے بہت پہلے کراؤن بس کے اڈے تک پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ ابھی پہلی سروس کے چلنے میں خاصی دیر ہے جس پر میں اپنے دو بیگ سنبھالے ہوئے ٹانگہ میں بیٹھ کر یونائیٹڈ بس کے اڈے پر پہنچا۔ میں نے اسے کرایہ دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو گیا اور ساتھ ہی یہ معلوم ہونے پر میرے اوسان خطا ہو گئے اور زمین پاؤں سے نکل گئی کہ وہ بیگ جس میں اصل کاغذات اور اس کے فوٹو کاپی رکھے تھے ٹانگہ میں ہی رہ گئے ہیں جس پر میں نے واپس کراؤن کے اڈا کی طرف سرپٹ دوڑنا شروع کر دیا۔ عین اس وقت جبکہ مجھ پر ایک قیامت ٹوٹ چکی تھی اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے میری توجہ کا رخ حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ القائی نسخہ دعا کی طرف پھیر دیا۔ میں لاہور سڑکوں پر ایک اڈہ سے دوسرے اڈہ کی طرف بھاگتا چلا جارہا تھا مگر ساتھ ہی درد بھرے دل سے دعائیہ کلمات بھی پڑھتا جاتا تھا۔ سراسیمگی کے اس عالم میں دن چڑھ گیا مجھے یکا یک غیبی تحریک سی ہوئی کہ موچی دروازہ میں ٹانگوں کا وسیع اڈہ ہے، مجھے فی الفور وہاں جانا چاہیے۔ میں تیزی سے وہاں پہنچا۔ واقعی اس جگہ ٹانگے بکثرت موجود تھے اور آنے جانے والوں کا تو تانتا بندھا ہوا تھا۔ میں نے ہر ایک کوچوان سے یہی پوچھنا شروع کیا کہ میرا بیگ آپ کے ٹانگہ میں رہ گیا ہے؟ سبھی نے نفی میں جواب دیا اور اگرچہ بعض نے اظہار ہمدردی بھی کیا لیکن اکثر نے کھلا مذاق اڑایا کہ ہم تو ابھی گھر سے آرہے ہیں، ہم نے تو کوئی سواری بٹھائی ہی نہیں۔ ایک کو یہ پھبتی بھی سوجھی کہ یہ عجیب شخص ہے جو ہر ٹانگے میں بیٹھنے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ میں اس پریشان خیالی میں خاصی دیر تک سرگردان رہا کہ اچانک ایک ٹانگہ تیزی سے میرے سامنے آکھڑا ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کا مالک میرا بیگ تھامے ہوئے نیچے اتر رہا ہے اور ساتھ ہی مجھے مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ میں صبح سے تمہاری تلاش میں ہوں۔ میں نے لاہور کا کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ یہ لو اپنی امانت!! میں اس شخص کی دیانتداری پر حیران رہ گیا۔ حق یہ ہے کہ لاہور جیسے وسیع و عریض شہر میں کسی ٹانگہ بان سے گمشدہ متاع کا دوبارہ مل جانا یقیناً ایک معجزہ تھا جو حضور انور کی

القائی دعا کی برکت سے رونما ہوا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

ششم:- حضرت مسیح موعودؑ کے لختِ جگر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب عرصہ تک ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد کے منصب پر فائز رہے۔ ایک بار آپ نے حضرت مصلح موعودؓ سے اجازت حاصل کر کے مجھے ہدایت فرمائی کی دنیا پور (ضلع ملتان) میں جماعت کے خلاف اشتعال پھیلایا جارہا ہے۔ جس کے ازالہ کے لئے فوراً بذریعہ چناب ایکسپریس ملتان پہنچو اور چوہدری عبدالرحمٰن صاحب امیر ملتان کو لے کر دنیا پور پہنچو۔ مجھے یہ تحریری ارشاد چناب ایکسپریس آنے کے صرف چند گھنٹے قبل ملا جبکہ میں مسجد مبارک سے متصل خلافت لائبریری کے ایک کمرہ میں تصنیفی کام میں مصروف تھا۔ میری رہائش ان دنوں محلہ دارالنصر شرقی کے آخر میں تھی۔ میں نے اپنے گھر والوں کو پیغام بھجوادیا کہ میں دفتر سے بذریعہ ٹرین ملتان جارہا ہوں۔ ساتھ ہی اپنے مقدس آقا کے حضور سفر کی کامیابی کے لئے درخواست دعا لکھی۔ نیز عرض کیا کہ میری بیگم (سلیمہ اختر) سخت بیمار ہیں ازراہ شفقت و ذرّہ نوازی ان کو بھی خصوصی دعا میں یاد رکھا جائے۔ احسان ہوگا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں مختصر سی عرضداشت بھجوانے کے بعد میں ملتان کے لئے روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ مجسٹریٹ صاحب سے جلسہ دنیا پور کے لئے تحریری اجازت لینا ضروری ہے۔ جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ ملتان (حال مقیم کینیڈا) مجھے ساتھ لے کر فاضل جج کی خدمت میں پہنچے اور درخواست پیش کی۔ انہوں نے فرمایا ضلع بھر میں جلسوں کی مکمل آزادی ہے۔ کسی جگہ بھی دفعہ ۱۴۴ نافذ نہیں۔ میں نے عرض کیا بلاشبہ یہی حقیقت ہے۔ بایں ہمہ آپ کا احسان عظیم ہوگا اگر آپ ہماری عرضداشت کو شرف قبولیت بخشیں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے اجازت نامہ دے دیا۔ دنیا پور میں کئی روز سے بدزبان مخالفین احمدیت لاؤڈ سپیکر پر گند اچھال رہے تھے اور ان کی مفتریات نے پورے قصبہ کی فضا کو مکدر کر دیا تھا۔ ان دنوں جماعت احمدیہ دنیا پور کے پریذیڈنٹ

شیخ محمد اسلم صاحب (مرحوم) تھے جو بہت مستعد و مخلص اور فعّال بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنے مکان سے متصل میدان میں جوابی جلسہ کے انعقاد کے لئے دریاں بچھادیں اور لاؤڈ سپیکر نصب کرادیا۔ ابھی جماعت کے جلسہ کی کارروائی کا تلاوت قرآن مجید سے آغاز ہی ہوا تھا کہ احراری علماء کا ہجوم امڈ آیا حتیٰ کہ اس نے پنڈال کو گھیر لیا۔ احرار دھاوا بولنے سے پہلے مقامی پولیس افسر سے ساز باز کر چکے تھے جس نے آتے ہی نہایت تند و تیز الفاظ میں پریذیڈنٹ صاحب کی جواب طلبی کی کہ سرکاری حکم کے بغیر کیوں جلسہ کیا جارہا ہے۔ محترم پریذیڈنٹ صاحب جواب دے سکتے تھے کہ احراریوں نے جلسہ کی منظوری کب لی ہے مگر انہوں نے موقع کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے جھٹ اجازت نامہ پیش کر دیا جس کے بعد سب شر پسند اور تماشہ بین میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور جماعت احمدیہ کا جلسہ عام کئی گھنٹے تک نہایت کامیابی سے جاری رہا اور عدوّان محمد اور منکرین ختم نبوت کی ایسی قلعی کھلی کہ گویا دن چڑھ گیا۔ دو ایک روز بعد میں واپس مرکز احمدیت میں آ گیا۔ گھر پہنچا تو یہ دیکھ کر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کہ حضرت مصلح موعودؓ کی روحانی توجہ اور دعا کے طفیل میرے اہل خانہ پوری طرح شفایاب ہیں۔

ہفتم:- اوائل ۱۹۴۷ء کی بات ہے کہ خاکسار نے غیر مبائعین کی اشتعال انگیز تحریروں کو دیکھ کر ایک مضمون لکھنے کا فیصلہ کیا۔ میں ساری رات قادیان کی مرکزی لائبریری میں (جو ان دنوں بیت مبارک کے نیچے ایک کمرہ میں تھی) اخبار ''پیغام صلح'' کا مطالعہ کر کے نوٹ لیتا رہا۔ میں نے ثابت کیا کہ اہل پیغام اگرچہ مسیح موعودؑ کی کشتی میں بیٹھے ہیں مگر حضرت مصلح موعودؓ کی مخالفت کر کے لیکھرام کا پرچم لہرا رہے ہیں اور ان کی زبان اور لب ولہجہ بھی وہی ہے جو اس شاتم رسول نے کلیات آریہ مسافر میں اختیار کیا تھا۔ یہ مضمون مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نائب مدیر فرقان نے مارچ ۱۹۴۷ء کے ایشوع میں شائع کر دیا جس کے بعد مجھے خوشخبری دی کہ حضور نے اسے بہت پسند فرمایا ہے۔ ۱۹۵۶ء کے فتنہ منافقین کے دوران اس کا پھر ترجمہ واضافہ کیا تو الفضل میں شائع کیا گیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے بیت مبارک کی مجلس عرفان میں اظہار خوشنودی فرمایا۔ اس بابرکت مجلس میں استاذی

المحترم خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' بھی موجود تھے۔ آپ نے خاتمہ مجلس کے بعد یہ خوشخبری سنائی اور میرا دل باغ باغ کر دیا۔ آہ! میرے محسن بزرگ بہشتی مقبرہ ربوہ میں ابدی نیند سو رہے ہیں:-

محمود کے سپاہی احمد کے خاص پیارے

اب رہ گئے ہیں ایسے جیسے سحر کے تارے

المختصر حضرت مصلح موعودؓ کے احسانات بے شمار ہیں اور ان کا حقیقی شکریہ حد امکان سے باہر ہے۔ فداہ روحی وجنانی۔

ہشتم:- وسط ۱۹۵۶ء میں انکار خلافت کا اندرونی فتنہ اٹھا تو حضرت مصلح موعود نے اس ناچیز خادم کو اس کا ریکارڈ رکھنے اور جلسہ سالانہ پر اس کا خلاصہ پیش کرنے کا ارشاد فرمایا۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ سکندر آباد (دکن) سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی مؤسس الحکم کا ایک مفصل مکتوب پہنچا کہ خلافت ثانیہ کے اوائل میں میاں عبدالوہاب صاحب عمر (متوفی ۲۷ جون ۱۹۷۹ء) نے مولوی محمد اسماعیل غزنوی سے گٹھ جوڑ کر کے حضور کے خلاف ایک ناپاک اور شرمناک سازش کی جس کی حیران کن تفصیل بھی انہوں نے قلمبند کی تھی۔ حضور نے چٹھی گہری توجہ سے سنی اور مجھے ارشاد فرمایا کہ انہیں فوراً لکھو کہ یہ بات اس زمانہ میں مجھے کیوں نہیں پہنچائی۔ حضرت عرفانی صاحب کا جواب ملا کہ یہ سازش مرزا گل محمد صاحب کی حویلی میں کی گئی اور خلیفہ صلاح الدین صاحب کے ذریعہ اس کا علم ہوا جس کے بعد میں نے اوّلین فرصت میں چشم دید شہادت حضور کی خدمت میں بھجوا دی تھی۔ مگر حضور نے انہیں معاف فرما کر سارا معاملہ داخل دفتر کر دیا اور پھر اپنے لوحِ قلب سے اصل واقعہ کو اس طرح صاف کر دیا کہ آج حضور کے مبارک حافظہ میں اس کا خفیف سا نقش بھی موجود نہیں۔ الفاظ میرے ہیں مگر مفہوم قریباً قریباً یہی تھا۔

یہ ایام جماعتی تاریخ میں بہت نازک تھے۔ کیونکہ اس خوفناک فتنہ کی پشت پر ملک کی تمام دشمن احمدیت طاقتیں یکجان ہو کر آناً فاناً مجتمع ہو گئیں لیکن حضور نے بڑھاپے اور بیماری کے باوجود

فرشتوں کی آسمانی افواج کے ذریعہ فولادی ہاتھوں میں جکڑ کر اس کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیر کر رکھ دیں اور سیدنا امیر المومنین حضرت عمرؓ کا جلالی دور ایک بار پھر پلٹ آیا۔

آمد تھی ان کی یا کہ خدا کا نزول تھا
صدیوں کا کام تھوڑے سے عرصہ میں کر گئے

بعض حسین یادیں

1:- ۱۹۴۶ء میں خاکسار نے جامعہ احمدیہ قادیان سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا جس کے بعد حضور نے وکیل التبشیر حضرت خانصاحب ذوالفقار علی صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اسے لنڈن مشن کے سیکرٹری کے طور پر بھجوانے کا انتظام کیا جائے۔ یہ معاملہ ابھی ابتدائی مرحلہ میں تھا کہ ہمارے پرنسپل حضرت مولانا ابو العطاء صاحب نے عرض کیا کہ اس طالبعلم کا رجحان علم کلام کی طرف ہے اس لئے ہندوستان کے لئے زیادہ موزوں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضور نے سلسلہ کے مفاد کو مقدم کرتے ہوئے اس مشورہ کو شرف قبولیت بخشا اور میری بجائے مولوی مقبول احمد صاحب معتبر لندن بھجوائے گئے۔

2:- حضرت اقدس نے ہم طلبہ کو محاذ کشمیر پر بھجوانے سے قبل رتن باغ لاہور میں شرف باریابی بخشا جس میں علاوہ اور امور کے یہ بھی بتایا کہ میں نے انگریزی زبان اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ سے سیکھی ہے۔

3:- قیام ربوہ کے ابتدائی دور کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب فرمایا جس کے دوران خدام سے پوچھا کہ اصل فرائض کے علاوہ کیا کسی نے کوئی اور کام بھی بسر اوقات کے لئے سیکھا ہے۔ جس پر میں کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے عرض کی کہ حضور! خاکسار نے قادیان میں جلد سازی اپنے چچا میاں عبد العظیم صاحب (درویش) سے سیکھی تھی۔ جو بوقت ضرورت اب بھی جاری رکھے ہوئے ہوں۔ حضور اس جواب سے خوب محظوظ ہوئے۔

4:- افتتاح ربوہ (۲۰ ستمبر ۱۹۴۸ء) کے کچھ عرصہ بعد خاکسار نے ازالہ اوہام کے ایک کشف

کی روشنی میں حضور انور کی خدمت میں لکھا کہ ربوہ کے چوتھے مرکز کے ذریعہ ''تین کو چار کرنے'' کی نئی واقعاتی تعبیر سامنے آگئی ہے۔ حضور کی طرف سے مجھے کارڈ پہنچا کہ تمہاری یہ توجیہہ بھی درست ہے جس کے بعد خاکسار نے ''الرحمت'' لاہور میں ''مقام ابراہیم کی تجلّیات'' کے زیر عنوان دو قسطوں میں مضمون لکھا اور یہ توجیہہ پہلی بار منظر عام پر آئی۔

5:- حضرت مصلح موعودؓ کا مری سے ارشاد موصول ہوا کہ کشمیر کمیٹی کا قدیم ریکارڈ ایک ساتھی کو لے کر یہاں لے آؤ۔ نیز ہدایت فرمائی کہ یہ بیش قیمت چیز ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے دونوں میں سے ایک کو وقفہ وقفہ کے بعد جاگتا رہنا چاہیے۔ اس حکم کی تعمیل میں خاکسار اور مولانا منیر الدین احمد صاحب بی اے واقف زندگی (حال جرمنی) مری پہنچے اور ایک ماہ مقیم رہ کر اسے مرتب بھی کیا اور اس کے خلاصے بھی تیار کئے جن سے اس دور کی تاریخ احمدیت مرتب کرنے میں بھاری مدد ملی جسے بعض بزرگ کشمیری اکابر نے بھی خوب سراہا۔ بلکہ راولپنڈی کے مشہور کشمیری ترجمان ''انصاف'' کے مدیر جناب عبدالعزیز نے اپنے اخبار میں اس کو خراج تحسین ادا کرتے ہوئے زبردست آرٹیکل زیب قرطاس کیا۔ قیام مری کا ہی واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ نے ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب کو مولوی ظفر علی خان صاحب ''مدیر زمیندار'' کے علاج کے لئے بھجوایا جنہوں نے علاوہ ادویہ مہیا کرنے کے بعض دوسرے ذرائع سے بھی ان کی خدمت کی۔ موصوف ان دنوں فالج زدہ تھے اور مری کے پوسٹ آفس کے قریب عمارت کے کھلے احاطہ میں کرسی پر سر جھکائے ہوئے بیٹھے رہتے تھے۔

6:- میرے دادا پوری عمر احمدیت کے شدید معاند رہے۔ ان کے غیظ وغضب کا یہ عالم تھا کہ وہ ہمارے گھر آکر میرے والد صاحب کو بھی پیٹ جاتے تھے۔ میرے چھوٹے چچا میاں عبدالعظیم صاحب مرحوم کو انہوں نے ۱۹۲۹ء میں احمدیت کی پاداش میں برہنہ کر کے لہولہان کر دیا جس پر ہجرت کر کے پہلے سیّد والا پھر لاہور دہلی دروازہ میں قیام کیا اور پھر مستقل طور پر قادیان میں بود و باش اختیار کر لی۔

ہمارے خاندان میں احمدیت کی نعمت حضرت میاں محمد مراد صاحب حافظ آبادی جیسے اہل کشف ورؤیا بزرگ کے ذریعہ میسر آئی اور وہ بھی عجیب رنگ سے۔ بات یہ ہوئی کہ دادا صاحب نے حضرت میاں محمد مراد صاحب کوان کی تبلیغی مساعی پر تین بار ظالمانہ طور پر زدوکوب کی جس پر آپ نے فرمایا تم نے تین دفعہ مجھے مارا ہے۔ انشاء اللہ تمہارے تین عقلمند بیٹے ضرور احمدی ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا جس پر دادا صاحب اور بھی مشتعل ہو گئے اور اپنی مخالفت میں روز بروز تیز سے تیز تر ہوتے گئے۔ اس دوران وہ قادیان بھی گئے مگر اپنے بیٹے کی بجائے سکھوں کے گھر کھانا کھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ جن دنوں نخلہ (خوشاب) میں تفسیر صغیر تالیف فرمارہے تھے خاکسار کو اچانک ربوہ سے خانقاہ ڈوگراں کے قریبی گاؤں کلسیاں جانا پڑا جہاں میرے ایک احمدی چچا اللہ بخش صاحب عرصہ سے مقیم تھے۔ اتفاق کی بات یہ ہوئی کہ ان دنوں میرے دادا صاحب بھی وہیں موجود تھے اور اگرچہ بڑھاپے نے ان کو بہت کمزور کر دیا تھا مگر ان کی احمدیت دشمنی بدستور عالم شباب پر تھی۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ میں تمہارے خلیفہ صاحب سے مل کر فریاد کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ میں واپسی پر سیدھا حضور ہی کی خدمت اقدس میں جارہا ہوں۔ مجھے اپنا پیغام دے دیں، جاتے ہی پہنچا دوں گا۔ انہوں نے درد بھرے دل سے مجھے کہا کہ میرے چھ بیٹے ہیں جن میں سے تین بچوں کو جن میں ایک حافظ قرآن اور دوسرے دو بھی بہت عقلمند اور صاحب علم ہیں، تمہارے خلیفہ صاحب نے مجھ سے چھین لئے ہیں اور باقی تین جو ان پڑھ یا معذور تھے میرے حوالے کر دیئے ہیں۔ انہیں میری طرف سے درخواست کریں کہ انہیں تو گنتی ہی پوری کرنی ہے وہ تبادلہ کرلیں میں قبر کے کنارے پر آپہنچا ہوں۔ اس آخری وقت میں یہ تقسیم میرے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے۔

میں ان سے ملاقات کے بعد ربوہ سے ہوتا ہوا سیدھا جابہ پہنچا۔ اس دن مکرم چوہدری احمد جان صاحب کی قیادت میں ضلع راولپنڈی کے مخلصین اپنے محبوب ومقدس آقا کی زیارت کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے انہی کو شرف ملاقات عطا ہوا جس کے بعد خاکسار کو دربار خلافت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ تصرف الٰہی ملاحظہ ہو کہ حضور نے از خود میاں محمد مراد

صاحب کے اخلاص وخدمات کا تذکرہ شروع فرما دیا جس پر میں نے عرض کیا کہ خاکسار اپنے دادا صاحب کا ایک خصوصی پیغام لے کر آیا ہے کہ آپ نے میرے حافظ قرآن اور پڑھے لکھے بیٹوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میرے دوسرے اَن پڑھ یا معذور بچوں سے تبادلہ کر کے اپنی گنتی پوری کر لیں اور جیسا کہ بعد میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری نے مجھے بتایا کہ اہل راولپنڈی کی ملاقات کے دوران حضور بالکل خاموش رہے اور صرف مصافحہ کیا مگر جونہی حضور نے میرے دادا کا پیغام سنا حضور بہت مسکرائے اور حضور کا روئے مبارک خوشی سے تمتما اٹھا اور پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ اپنے دادا کو میرا پیغام بھی پہنچا دیں کہ مجھے بیٹوں کا یہ تبادلہ بخوشی منظور ہے۔ آپ اپنے غیر احمدی بیٹے میرے حوالے کر دیں اور آپ کے احمدی بیٹوں کو میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ احمدیت کو ترک کر کے آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ پیغام لئے میں اگلے دن واپس دادا جان کے پاس پہنچا اور انہیں مبارک باد دی کہ ہمارے امام عالی مقام نے بچوں کا تبادلہ منظور کر لیا ہے لیکن جب میں نے پیغام کی تفصیل بتائی تو وہ زار و قطار بچوں کی طرح رونے لگے اور کہا تمہارے خلیفہ صاحب کتنے چالاک ہیں!!! انہیں یقین ہے کہ میرے مرزائی بیٹے تو کبھی ''مرزائیت'' کو نہیں چھوڑیں گے اس لئے اب وہ میرے دوسرے تین بیٹوں پر بھی ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہیں۔ ہم لوگ مارے ہنسی کے لوٹ پوٹ ہو گئے مگر دادا صاحب نے دوبارہ شور و فغاں شروع کر دیا۔

دادا جان تھوڑے عرصہ بعد اپنے دل میں ہزاروں حسرتیں لئے چل بسے، ایک بیٹے نے جو پنڈی بھٹیاں کی ایک برلب سڑک مسجد کا امام تھا خودکشی کر لی، دوسرا جو پاؤں سے معذور تھا لاولد اس جہان سے اٹھ گیا۔ اس کے مقابل تینوں احمدی بیٹوں نے لمبے عرصہ تک خدمت دین کی توفیق پائی اور عمر بھر مخالفتوں کے طوفانوں میں کوہ استقلال بنے رہے اور اب ان کی اولادیں پاکستان، انڈیا، ماریشس، کینیڈا اور جرمنی میں پھل پھول رہی ہیں جو محض خدا کا فضل اور اس کے خلیفہ موعود سیدنا محمود (نور اللہ مرقدہ) کی مقبول دعاؤں کا کھلا اعجاز ہے۔

7:- فسادات ۱۹۵۳ء کے بعد حضرت اقدس نے مودودی صاحب کے شر انگیز رسالہ ''قادیانی مسئلہ'' کا خود جواب لکھوایا اور پھر فرمایا کہ میاں بشیر احمد صاحب بھی اسے دیکھ لیں۔ چنانچہ عاجز مسودہ لے کر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے قلم سے اس کے اختتام پر ایک ضروری نوٹ کا اضافہ کیا جسے حضور نے بھی پسند فرمایا اور اشاعت کے لئے کراچی بھجوا دیا گیا۔ دراصل اس میں میرے لئے سبق تھا کہ کبھی اپنی تحریر کو حرف آخر نہ سمجھنا۔ اس مسودہ سے مجھے یہ فائدہ بھی ہوا کہ حضرت میاں صاحب سے مستقل رابطہ کا دروازہ کھل گیا اور یہی میری دلی آرزو تھی جس کے غیبی سامان خدائے عزّ وجل نے اپنے محبوب بندہ محمود مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں سے کر دیئے جس کے نتیجے میں یہ عاجز عمر بھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی ذرّہ نوازیوں کا مہبط بنا رہا۔ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں میری دلچسپی علم کلام سے تھی۔ میں تاریخ کے میدان میں بھی بالکل نو وارد تھا اور طفل مکتب بھی۔ آپ کی قیمتی رہنمائی عاجز کو تاریخ احمدیت کی تدوین کے ہر مرحلہ پر حاصل رہی اور آپ کے احسانات وتلطفات میری زندگی کا بہترین سرمایہ ہیں۔ نوّر اللہ مرقدہ۔

وہ عکس بن کے مری چشم تر میں رہتا ہے
عجیب شخص ہے پانی کے گھر میں رہتا ہے

(بسمل صابری)

اللّٰھم صل علی محمد وعلی اٰل محمد وعلٰی خلفاء محمد
و بارک وسلم انک حمید مجید۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا دورہ مغربی افریقہ 1970ء　　　8 جون 1970ء کو واپسی ربوہ پر سابق قصرِ خلافت کے گیٹ پر استقبال

سامنے :- مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب، مولانا محمد احمد جلیل صاحب، دوست محمد شاہد دستِ مبارک کا بوسہ لیتے ہوئے۔ پیچھے حضور کے دائیں طرف رانا ناصر احمد صاحب مرحوم اور مکرم سمیع اللہ سیال صاحب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

اب میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ (ولادت 16 نومبر 1909ء۔ وفات 9-8 جون 1982ء) سے متعلق اپنے چند ذاتی مشاہدات واحوال عرض کرتا ہوں۔

خلیفہ بھی ہے اور موعود بھی مبارک بھی ہے اور محمود بھی
لبوں پر ترانہ ہے محمود کا زمانہ زمانہ ہے محمود کا

(درّ عدن)

اللہ جلشانہٗ نے اپنی ازلی تقدیر کے مطابق 8 نومبر 1965ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو خلافت کی خلعت پہنائی یہ دوشنبہ (سوموار) کا مبارک دن تھا اور ہجری کیلنڈر کی رو سے 13 رجب 1385ھ کی تاریخ۔ 12 نومبر 1965ء خلافت ثالثہ کے تاریخ ساز عہد کا پہلا جمعہ تھا۔ اس روز حضور پُرنور نے صبح کے ابتدائی وقت میں شرف باریابی بخشا اور فرمایا کہ آج جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے میں نے تمہیں تکلیف دی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ پوری جماعت میں حضور نے اس کفش برداری کو زیارت کی سعادت بخشی ہے۔ فرمایا میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ جب میں نے وقف زندگی کا فارم پُر کر کے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج تم نے میرے دل کی پوشیدہ خواہش کو پورا کر دیا ہے میں چاہتا تھا کہ تم میری تحریک کے بغیر خود ہی تحریک جدید کے روحانی مجاہدوں میں شامل ہو جاؤ۔ آج میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں مگر یادرکھو اب تم نے اپنی زندگی وقف کردی ہے اب مرنے سے پہلے تمہارے لئے کوئی چھٹی نہیں۔ میں نے ادب سے عرض کیا کہ حضور میں بھی یہی عہد کرتا ہوں کہ ایک واقف زندگی کی حیثیت سے شب و روز خدمت دین میں مشغول رہوں گا۔ سوالحمد للہ حضور کے سترہ سالہ زمانہ خلافت میں خاکسار جمعہ اور عیدین بلکہ مشاورت کے ایام میں بھی کارروائی سے قبل اپنے دفتر میں موجود رہتا تھا اور خدا کے فضل سے حضور کے فوری ارشادات کی تعمیل کی سعادت پاتا رہا۔

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے امکان سے باہر

اس سلسلہ میں دو ایک واقعات دلچسپی سے خالی نہ ہوں گے۔ خلافت ثالثہ کی پہلی مشاورت کے دوسرے دن کا پہلا اجلاس شروع ہونے میں بہت تھوڑا وقت باقی تھا کہ حضور اقدس کا ارشاد موصول ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے لکھا ہے کہ اشاعت دین کے لئے نئی ایجادات اور جدید طریقوں کا استعمال ضروری ہے۔ یہ حوالہ فوری طور پر درکار ہے۔ تصرف الٰہی ملاحظہ ہو میں نے اس حکم کی تعمیل میں ''آئینہ کمالات اسلام'' اٹھائی اور اپنے اندازہ کے مطابق اسے جس مقام پر کھولا اسی میں مسیح الزمان کا یہ فرمان موجود تھا چنانچہ چند منٹوں کے بعد خاکسار دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں پہنچا حضور انور سیڑھیوں میں کھڑے انتظار فرمارہے تھے۔ حضور انور نے حوالہ ملاحظہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ اصل کتاب ساتھ لے چلو اور میری میز پر رکھ دینا چنانچہ خاکسار نے ایسا ہی کیا اور حضور نے اس کتاب کے حوالہ کو پڑھا اور فرمایا جو لوگ ''فضل عمر فاؤنڈیشن'' کے نظام عمل میں متامل ہیں انہیں حکم عدل کے اس فیصلہ کو بغور سن لینا چاہئے۔

ایک جلسہ سالانہ کے موقع پر جبکہ میں نے دو ہفتہ کے لئے اپنا بستر رات کو اپنے معمول کے مطابق بچھا رکھا تھا اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے فون کے لئے منتظر بیٹھا تھا کہ یکا یک شاعر احمدیت جناب ثاقب صاحب زیروی مدیر ''لاہور'' تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ میں ابھی حضور کی زیارت کر کے آرہا ہوں حضور نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو فرمایا ہے کہ تمہیں فون کریں کہ فلاں حوالہ اوّلین فرصت میں بھجوادو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ نصف شب میں کہاں ہوں گے؟ حضور نے فرمایا کہ اپنے دفتر (شعبہ تاریخ) میں۔ چنانچہ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی دفتر میں موجود ہیں۔

خاکسار نے اوائل میں ایک تحقیقی نوٹ لکھا کہ یہ قدرت خداوندی کا کرشمہ ہے کہ شمسی کیلنڈر کے مطابق حضرت عمرؓ کا وصال اور حضرت خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کا انتخاب خلافت بھی نومبر ہی کے آغاز میں ہوا۔ آخرین میں بھی یہی تاریخ دوہرائی جارہی ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ نوٹ فوراً ''الفضل'' کو بھجوادو سو الحمدللہ جناب مدیر صاحب ''الفضل'' مولانا مسعود احمد خان صاحب دہلوی نے اوّلین فرصت میں اسے زیب اشاعت کر دیا جو مخلصین کے ایمان کی تازگی کا موجب بنا۔

اسی طرح خاکسار نے 7 ستمبر کے فیصلہ اسمبلی پر ایک مضمون لکھا جس میں مستند تاریخ

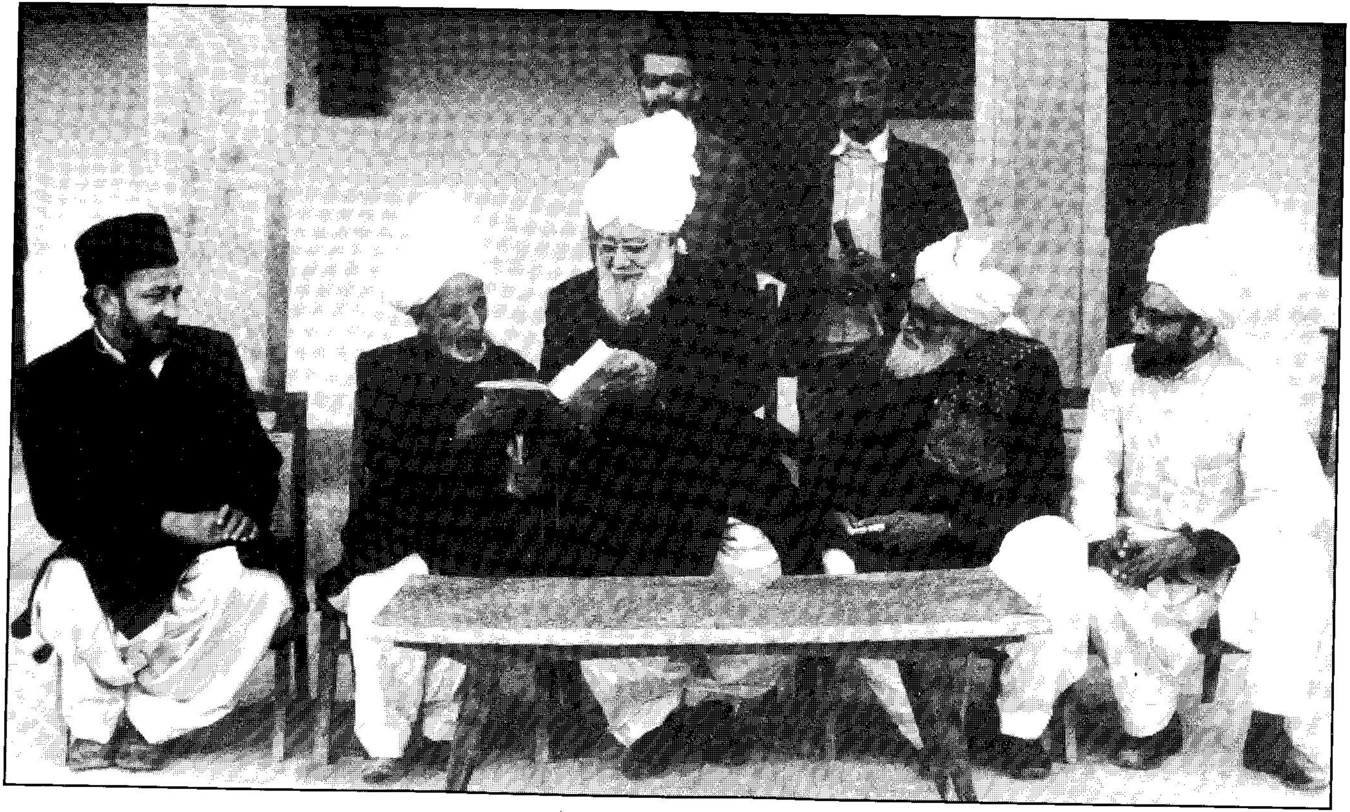

اسمبلی 1974ء کا جماعتی وفد

دوست محمد شاہد، مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ، شیخ محمد احمد مظہر صاحب ایڈووکیٹ وامیر جماعتہائے احمدیہ فیصل آباد،
حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم ارشاد وقفِ جدید

اسلام اور گریگورین کیلنڈر کی روشنی میں ثابت کیا کہ قریش نے اپنی پارلیمنٹ (دارالندوہ) میں شہ لولاک رسول عربی ﷺ کے خلاف جو ناپاک فیصلہ کیا اس کی شمسی تاریخ بھی 7 ستمبر تھی۔ اس مضمون پر بھی حضور نے خوشنودی کا اظہار کیا اور جلد ہی اسے رسالہ ''لاہور'' میں چھپوا دیا گیا جو حضور کی خصوصی توجہ کی برکت تھی۔ یہ تحقیقی مقالہ ''الفضل انٹرنیشنل'' میں بھی چھپ چکا ہے۔

7 ستمبر کے فیصلہ کے چند روز بعد حضور نے اس ناچیز کو یاد فرمایا۔ حضور بالائی منزل میں رونق افروز تھے سامنے ایک میز پر درثمین فارسی رکھی تھی۔ فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں میں نے تمہیں فقط اس لئے بلوایا ہے کہ درثمین کے ایک شعر پر میں نے باریک سا نشان لگا دیا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ شعر تم مجھے بھی سنا دو بس اتنا کام ہے اس کے بعد تمہیں جانے کی اجازت ہے۔ اس موقع پر ناچیز کو حضرت مسیح موعود مہدی مسعودؑ کے جس فارسی شعر کا اپنے محبوب آقا کے حضور پڑھنے کا شرف حاصل ہو وہ یہ تھا۔

بحمد اللہ، کہ خود قطع تعلق کرد ایں قومے

خدا، از رحمت و احساں، میسر کرد خلوت را

یعنی بحمد اللہ اس قوم نے ہم سے خود ہی قطع تعلق کر لیا ہے اور ہمیں (خدمت دین) کیلئے خلوت میسر آ گئی ہے۔ قرآن عظیم نے خلیفہ راشد کی حقانیت پر دو نشانوں کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے یعنی خوف کے بعد قیام امن اور تمکین دین اسی ضمن میں حضور کے ایک بے مثال کارنامہ کا ذکر کرتا ہوں جس کا علم جماعتی حلقوں میں شاید ہی کسی کو ہو۔ واقعہ یہ ہوا کہ 1976ء کے آغاز میں بھٹو حکومت نے یہ اعلان کیا کہ جن پاکستانی مصنوعات پر چھ کونی نشان ہے انہیں ضبط کر لیا جائے گا کیونکہ یہ اسرائیلی حکومت کا نشان ہے اس اعلان کا پس منظر یہ تھا کہ احراری دیوبندی علماء اور بھٹو صاحب کے گٹھ جوڑ سے یہ سازش کی گئی کہ نہ صرف لوائے احمدیت پر جس میں چھ کونی ستارہ ہے قدغن لگا دی جائے بلکہ احمدیوں کو اسرائیلی ایجنٹ اور خلاف آئین قرار دیکر سلسلہ کے پورے مرکزی نظام پر قبضہ کر لیا جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں جونہی خفیہ طور پر یہ اطلاع ملی حضور نے اپنے اس ناچیز خادم کو حکم دیا کہ فوری طور پر ریسرچ کر کے مضمون لکھو کہ تمام قدیمی اسلامی حکومتوں میں قلعوں، سکوں اور اہم عمارتوں مسجدوں بلکہ مزاروں پر چھ کونی ستارہ ہی قومی نشان کے طور پر استعمال رہا۔ نیز یہ کہ صہونیت کا David Star بھی چھ کونی ہے لیکن اسرائیلی حکومت نے اپنے جھنڈے پر مسلمانوں کی نقل میں چھ کونی ستارے کو ترجیح دی چنانچہ حضور انور کی خصوصی توجہ اور زبردست راہنمائی کے طفیل چند دن کے اندر اندر یہ تحقیقی مقالہ مرتب ہو گیا جس میں دیگر مثالوں کے علاوہ شاہی مسجد لاہور کے محرابی ستارہ کا بھی ذکر تھا اور رسالہ ''لاہور'' نے یہ مقالہ یکم مارچ، 10 مئی اور 7 جون 1976ء کی تاریخوں میں زیب اشاعت کیا۔ ابھی پہلی ہی قسط منظر عام پر آئی تھی کہ بھٹو حکومت نے سارا معاملہ ہی داخل دفتر کر دیا انہی دنوں کشمیر اسمبلی کے چیف جسٹس یوسف صراف کے اعزاز میں تحریک جدید گیسٹ ہاؤس ربوہ میں ایک عشائیہ دیا گیا جس میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی شرکت فرمائی اور دوران گفتگو میری طرف اشارہ کر کے یہ پورا واقعہ سنایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل نے یہ خطرناک منصوبہ پیوند خاک کر دیا۔

فسبحان الّذی اخزی الاعادی

حضور کو چھ کونی ستارہ کی تحقیق سے اس درجہ دلچسپی تھی کہ حضور نے اکتوبر 1980ء میں سپین کی بیت الذکر بشارت کا اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھا اور ساتھ ہی مسلم سپین کی جن عمارتوں پر چھ کونی ستارہ دیکھا اس کے فوٹو لئے اور ربوہ پہنچنے کے بعد از راہ نوازی احقر کو بغرض ریکارڈ عطا فرما دیئے۔

اب مجھے خلافت ثالثہ کے ابتدائی ایام کا احوال بتاتے ہوئے یہ عرض کرنا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث منصب خلافت پر منتخب ہوتے ہی قصر خلافت میں اقامت گزین ہو گئے اور آپ کی ذاتی لائبریری بھی منتقل کر دی گئی۔ حضور نے ابتدا ہی میں اس کا انتظام عاجز کے سپرد کیا اور ارشاد فرمایا کہ چند گھنٹوں کے اندر اندر سب کتابوں کو ترتیب دے دو۔ چنانچہ خاکسار نے عصر تک ان کو مرتب

کرلیا اور ساتھ ہی پورے لٹریچر کو الماریوں میں آویزاں کر کے ان پر ہر مضمون کی چٹیں بھی لگا دیں جس پر حضور نے بہت اظہار خوشنودی فرمایا حتیٰ کہ مسکراتے ہوئے فرمایا کہ تم تو جن ہو اور ساتھ ہی اپنے دست مبارک سے بہت سا پھل بھی تبرکاً ایک طشت میں میرے سامنے رکھ دیا۔ یہ لائبریری قرآن مجید، احادیث، کتب مسیح موعود، کتب علماء سلسلہ، ادب عربی، معاشیات اور بعض دوسرے قیمتی لٹریچر پر مشتمل تھی۔ اسی طرح بخاری شریف کی شرح کرمانی خاص اہتمام سے لائبریری کی زینت تھی علاوہ ازیں مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کی نصابی کتب بھی تھیں جنہیں دیکھ کر میں دنگ رہ گیا کیونکہ انقلابات لیل و نہار کے باوجود ایسی صاف اور نفیس صورت میں تھیں کہ گمان ہوتا تھا کہ ابھی بازار سے منگوائی گئی ہیں۔ حضور انور نے کتابوں یا رسالوں کی آئندہ جلد بندی کے لئے پہلے ہی روز عاجز کو ایک خاص رقم عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا حساب بتانے کی ضرورت نہیں جب مزید رقم درکار ہو بتا دیا کرو یہ مبارک رقم میں نے نیشنل بینک ربوہ میں اپنے ہی نام سے جمع کرا دی۔ اتفاق سے اسی روز بینک کا افتتاح ہوا اور یہ رقم اکاؤنٹ نمبر 1 میں داخل کردی گئی۔ ان دنوں برادرم ہدایت اللہ صاحب (ابن محمد عبداللہ صاحب جلد ساز قادیان) ربوہ کے بہترین جلد ساز تھے حضور کی عطا فرمودہ جملہ کتب یا رسالوں کی جلد بندی انہی کے ہاتھوں ہوئی۔

سیدی حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے قبل از خلافت مولانا عبداللطیف صاحبؒ فاضل بہاولپوری کے ذریعہ تیرہ صدیوں کے الہامات و کشوف کا ایک مبسوط مجموعہ تیار کرایا تھا تا مذاہب عالم پر اتمام حجت کر کے ثابت کیا جاسکے کہ آنحضرت ﷺ زندہ رسول اور قرآن زندہ کتاب ہے جس کی برکتوں سے مکالمہ مخاطبہ کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہے یہ مجموعہ چار کاپیوں میں ریکارڈ ہوا جسے حضور نے مسند خلافت پر متمکن ہونے کے معاً بعد خاکسار کو مرحمت فرما دیا جو میرے پاس محفوظ ہے۔

ایک دفعہ حضور نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ عاجز کا ''الفرقان'' میں شائع شدہ مقالہ ''حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل قصیدہ'' کسی طرح لاہور کے کسی ادبی و نشریاتی ادارہ سے شائع ہو اور اسے ملکی لائبریری میں بھی بھجوایا جائے۔ بظاہر حالات اس امر کا امکان بہت کم تھا مگر

گفتہ او گفتۂ اللہ بود

اللہ تعالیٰ نے پیارے امام ہمام کی آرزو کی تکمیل کا فوری سامان پیدا کر دیا۔ خاکسار اس سلسلہ میں حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی (مقیم رام گلی نمبر 3 برانڈ رتھ روڈ لاہور) کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ مجھے انارکلی چوک کے ادارہ ''مکتبہ پاکستان'' کے ناظم محمد حفیظ شامی صاحب کے پاس لے گئے۔ شامی صاحب جناب حنیف رامے صاحب سابق وزیر اعلیٰ پنجاب کے بھائی تھے۔ میں نے انہیں جماعت کراچی کی طرف سے ہزار نسخے خریدنے کی پیشکش کی جس پر وہ رضامند ہو گئے جس کے بعد انہوں نے اس کے چار ایڈیشن شائع کئے۔ حضور کی ہدایت پر رسالہ میرے قلمی نام ''قمر اسلام پوری'' پر چھپا۔ قبل ازیں مولانا مبارک احمد خاں صاحب ایمن آبادی ''رفتار زمانہ'' میں میرے شذرات بعنوان ''چرخ کہن کے نیچے'' (شاہد عجمی) کے قلمی نام سے شائع فرما رہے تھے۔ اس کتاب پر ''انجمن حمایت اسلام'' لاہور کے ایڈیٹر جناب پیام شاہ جہانپوری (متوفی 16 مارچ 2005ء) نے پُر زور اور اثر انگیز تبصرہ کیا۔

1974ء کے سانحہ ربوہ کے بعد جب ''قادیانی مسئلہ'' کے ''حل'' کے لئے اسمبلی کی راہبر کمیٹی کا اعلان ریڈیو پر نشر ہوا تو حضرت اقدس نے خاکسار کو ہدایت فرمائی کہ تیرہ سو سال کی تاریخ اسلام سے بزرگوں کی تکفیر کے واقعات تاریخی ترتیب کے ساتھ جمع کئے جائیں چنانچہ عاجز نے ''مقربان الٰہی کی سرخروئی'' کے نام سے ایک مسودہ تیار کیا جسے ملاحظہ کر کے متعلقہ ادارہ کو اشاعت کا حکم دیا۔ خاکسار نے پرنٹر کے بارہ میں رہنمائی چاہی۔ فرمایا صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی بجائے اس پر صرف تمہارا نام ہی ہونا ہے اسی میں احتیاط ہے۔ یہ رسالہ ''محضر نامہ'' کے ساتھ دوسری بعض کتابوں کے ساتھ بطور ضمیمہ منسلک کر کے رہبر کمیٹی کو بھجوا دیا گیا۔ ''محضر نامہ'' کے نام کی تجویز خاکسار کی تھی جسے حضور نے پسند فرمایا۔

حضور انور قرآن عظیم، حدیث اور تحریرات مسیح موعودؑ کے والہ و شیدا تھے حضور کا معمول مبارک تھا کہ اسمبلی پاکستان تشریف لے جاتے تو قرآن مجید اور درثمین عربی، اردو، فارسی ساتھ رکھتے

تھے۔ یہ قرآن مجید جماعت احمدیہ مصر نے 1934ء میں آپ کو تحفہ دیا تھا اور حضور نے اسے سرخ رنگ کے بہت خوبصورت مخملی غلاف میں محفوظ رکھا ہوا تھا۔ حضرت اقدس اور ممبران وفد اسمبلی کا قیام اسلام آباد میں رسالپور کے نہایت مخلص بزرگ قاضی محمد شفیق صاحب (متوفی 18 فروری 2000ء) کی نئی آراستہ پیراستہ کوٹھی میں رہا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مطالعہ کتب اور تحریر دونوں کے از حد شائق تھے اور دونوں سے آپ کی نفاست طبع اور شوق علم کی عکاسی ہوتی تھی۔ حضور ہمیشہ ہاف فلسکیپ سائز پر یادداشتیں رقم فرماتے اور اسی سائز پر مجھے بھی حوالے بھجوانے کا ارشاد فرماتے خدا تعالیٰ مولوی بشیر احمد قادیانی صاحب کو جنت الفردوس میں جگہ دے وہ جلسہ سالانہ کے ایام میں حضور کے مطوبہ حوالوں کی خوشخط نقل کے لئے وقف ہو جاتے تھے اور میرے ساتھ دفتر شعبہ تاریخ میں ساری ساری رات لکھنے میں مصروف رہتے تھے ان کا خط نہایت عمدہ اور دلآویز تھا جسے حضور بھی بہت پسند فرماتے تھے۔ حضور نے اوائل خلافت سے مختلف اہم یادداشتوں کے لئے الگ الگ کاپیاں تیار کرائی تھیں جن میں ضروری اور تازہ حوالے اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے انداز واسلوب میں خود تحریر فرماتے یا بعض اوقات مجھے فرماتے۔ حضور نے عاجز کو بھی اہم مضامین پر الگ الگ کاپیاں تیار کرنے کا ارشاد فرمایا جن کی تکمیل جناب مولانا یوسف سلیم صاحب ایم اے (انچارج شعبہ زودنویسی)، جناب مولوی بشیر احمد صاحب قادیانی مرحوم اور جناب محمد اصغر قمر صاحب (سابق کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حال امور عامہ) کی رہین منت ہے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

خدا کے فضل وکرم سے استاذی المحترم حضرت مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین، جناب شیخ محبوب عالم صاحب خالدؒ ناظر بیت المال اور خاکسار کو 1965ء سے 1981ء تک کے سالانہ جلسوں میں بعض اوقات رات کے ڈیڑھ بجے تک حضور کے قدموں میں بیٹھنے کے مبارک مواقع میسر آئے جس کے دران حضور کے عطا فرمودہ تبرکات سے متمتع ہونے کی سعادت بھی ملی ایک شب حضور نے ازراہ شفقت اس کفش بردار کو نہایت محبت و پیار سے ایک روپیہ

مرحمت فرمایا اور ساتھ ہی میری درخواست پر اپنے مبارک دستخط بھی فرمائے۔ یہ یادگار تبرک ہمیشہ میرے بٹوہ میں رہتا ہے جس کی بے شمار برکات اب تک میرے مشاہدہ میں آئی ہیں۔ خلافت ثالثہ کے عہد مبارک کے آخری جلسہ سالانہ (1981ء) کی دوسری شب (27 دسمبر) کا ذکر ہے کہ مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب اور خاکسار قریباً ڈیڑھ بجے تک حضور انور کی خدمت میں حاضر رہے۔ خاکسار نے 28 دسمبر کی علمی تقریر کے حوالے پیش کئے فرمایا حوالے تو بفضلہٖ تعالیٰ بہت جمع ہوگئے ہیں اور شاید میں مکمل طور پر ان کو بیان بھی نہ کرسکوں مگر مشکل یہ پیش آگئی ہے کہ جلسہ کی مصروفیات، تقاریر اور ملاقاتوں کے باعث اب حضرت مسیح ناصری کے الفاظ میں میری حالت یہ ہے کہ "روح تو مستعد ہے مگر جسم کمزور ہے" (مرقس باب 14 آیت 38) حالانکہ ابھی پونے دو بجے شب مجھے حسب معمول تحریک جدید کی ڈاک کو بھی دیکھنا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو تفریح طبع کے لئے چند لطائف ہو جائیں۔ حضور انور نے فرمایا یہی تو میرا مقصد ہے۔ اپنے مقدس آقا کی اس اجازت پر میں نے سانگلہ ہل کے ایک معروف بریلوی عالم مولوی عنایت اللہ صاحب کی چک چٹھہ اور باغبانپورہ میں بعض تقاریر کے کچھ انتہائی دلچسپ نمونے انہی کے رنگ میں لہکتے اور گاتے ہوئے سنا دیئے جس پر حضور کا چہرہ مسکراہٹوں سے تمتما اٹھا اور آنکھوں سے خوشی کے مارے بے اختیار آنسو تک نکل آئے اور نہایت پیار سے فرمایا تمہیں چھٹی۔ میں تحریک جدید کی ڈاک پڑھنے لگا ہوں چنانچہ جب ہم دونوں فوراً باہر آگئے تو حضرت مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب نے فرمایا کہ حضور سے میرے مراسم و روابط قادیان کے زمانہ سے ہیں اور مجھے حضور کی خدمت میں بے شمار مرتبہ حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے، حضور اس وقت دلچسپ لطائف سے جس طرح محظوظ ہوئے ہیں اس کا نظارہ میں نے آج پہلی دفعہ کیا ہے۔ مبارک ہو۔

حضرت صاحب کی بعض ضروری نصائح

-1 ایک دفعہ عاجز بیت الفضل اسلام آباد کی بالائی منزل پر حضور کی خدمت اقدس میں حاضر تھا دوران گفتگو حضور نے نصیحت فرمائی کہ حضرات آئمہ اہلبیت کے نام کے ساتھ ضرور

علیہ السلام لکھنا چاہئے۔

2- آپ کا مجھے تاکیدی ارشاد تھا کہ سپین، بغداد یا مسلمانوں کی دوسری قدیم سلطنتوں کے حالات پر قلم اٹھاتے ہوئے مسلمان مورخین ہی کے عظیم الشان لٹریچر کو اپنا بنیادی مآخذ بنانا چاہئے نہ کہ مستشرقین کی کتابوں کو۔ البتہ اس کی تائید میں ان کی مستند معلومات یا ضمنی امور سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ ایسی اہم بات ہے کہ خود حضرت مسیح موعودؑ نے مخلصین جماعت کو ابتداء ہی میں عیسائیت کے حملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:-

''ایک تو پادری ہیں جو کھلے طور پر اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے اور شائع کرتے ہیں۔ دوسرے انگریزی طرز تعلیم اور کتابوں میں پوشیدہ طور پر زہریلا مواد رکھا ہوا ہے فلسفی اپنے طرز پر اور مورخ اپنے رنگ میں واقعات کو بری صورت پیش کر کے اسلام پر حملہ کرتے ہیں'' (ملفوظات حضرت مسیح موعود جلد ا ص ۱۴۳)

اسی طرح سیّدنا محمود المصلح الموعودؓ نے احمدی سکالرز کو خبردار کیا:-

''اسلام اور مسلمانوں پر سب سے بڑی تباہی اسی وجہ سے آئی ہے کہ ان کی شاندار قومی روایات طاق نسیان پر رکھ دی گئی ہیں اور ماضی سے ان کا تعلق مٹ گیا ہے اور صحابہؓ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے لیڈروں کی خوبیاں مسلمانوں سے اوجھل ہو گئیں۔ اس ٹرڈیشن کے تباہ کرنے میں یورپین لوگوں کی لکھی ہوئی تاریخوں نے خصوصیت سے حصہ لیا ہے۔ کوئی مسلمان بادشاہ ایسا نہیں جس پر انہوں نے الزام نہ لگایا ہو اور اسے بری سے بری اور بھیانک سے بھیانک صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ آسان سے آسان طریق کسی قوم کو تباہ کرنے کا یہ ہے کہ اسے اپنی پچھلی تاریخ سے بدظن کر دیا جائے۔ اگر اسے اپنی پچھلی تاریخ سے بدظن کر دیا جائے تو وہ اجتثت من فوق الارض مالھا من قرار (ابراہیم 27ع16) کا مصداق بن جاتی ہے اور کبھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ یورپین لوگوں نے اس آسان حربہ سے کام لیا اور تمام اسلامی تاریخ کو انہوں نے بگاڑ کر رکھ دیا۔ بڑے بڑے مسلمان بادشاہ کا

ذکر کریں گے تو کہیں گے فلاں میں یہ نقص تھا اور فلاں میں وہ نقص تھا اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ وہ اس کا نام تحقیقات رکھتے ہیں اور دعوے سے کہتے ہیں کہ تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ فلاں مسلمان بادشاہ ایسا تھا حالانکہ وہ سراسر جھوٹ ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 201)

3- فرمایا حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت اور جماعت احمدیہ کے علم کلام کی تائید میں بے شمار ثبوت، شواہد اور دلائل گم گشتہ خزانوں کی طرح ابھی تک پردہ ءاخفاء میں ہیں مثلاً ترکی اور یورپ اور امریکہ کی لائبریریوں میں بے شمار مخطوطے موجود ہیں جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ موجودہ دلائل و براہین حرف آخر نہیں اور اس بحر ناپیدا کنار سے حقانیت احمدیت کے انمول موتیوں کی تلاش میں احمدیوں کو کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

حضرت امام عالی مقام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (ولادت 18 دسمبر 1928ء وفات 19 اپریل 2003ء) کے اکیس سالہ عہد خلافت میں حضرت مصلح موعودؓ کا مبارک زمانہ اپنی بے شمار علمی، عملی اور روحانی برکتوں کے ساتھ پلٹ آیا خصوصاً حضور کی فصیح و بلیغ خطابت اور رقت آمیز تلاوت سن کر سلطان البیان سیدنا محمود المصلح الموعود کی بے شمار یادیں تازہ ہوجاتی تھیں۔ خاکسار کو 1944ء سے آپ کی زیارت کا شرف حاصل تھا۔ 1948ء کے جلسہ سالانہ لاہور کے سٹیج سے آپ کی زبان مبارک سے پہلی بار مصلح موعود کا کلام

ع پہنچائیں در پہ یار کے وہ بال و پر کہاں

نہایت خوش الحانی سے سننے کی سعادت ملی اور قلب و روح میں ایک نئی روحانی برقی لہر دوڑ گئی خصوصاً اس شعر نے تو پورے مجمع پر خاص کیفیت طاری کردی۔

سجدہ کا اذن دے کے مجھے تاجور کیا
پاؤں ترے کہاں مرا ناچیز سر کہاں

اس وقت آپ کی عمر مبارک بیس سال کے لگ بھگ تھی عنفوان شباب میں اس پر معارف نظم کا انتخاب بھی آپ کے فنافی اللہ ہونے پر شاہد ناطق ہے۔

ربوہ میں آپ سے ابتدائی تعلق 1954ء کے بعد ہوا جبکہ یہ عاجز رسالہ ''خالد'' کا نائب ایڈیٹر تھا۔ اکتوبر 1957ء میں آپ انگلستان میں اڑھائی سال تک قیام فرما رہنے کے بعد واپس مرکز احمدیت میں رونق افروز ہوئے تو یہ ابتدائی تعلق آہستہ آہستہ گہرا اور بے تکلف رنگ اختیار کر گیا آپ نے نومبر 1966ء سے نومبر 1969ء تک صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی حیثیت سے نوجوانان احمدیت کی فقید المثال قیادت فرمائی جس کے دوران آپ کی رفاقت میں سفر پشاور کا موقع بھی میسر آیا۔ حضور ہی کی ذاتی کار تھی اور حضور ہی نے ڈرائیو کی اور مجھے فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا دوران سفر بہت سے علمی اور تبلیغی نکات پر اظہار خیالات فرمایا۔ رستہ میں اپنی جیب ہی سے اکل

وشرب کے سارے اخراجات کئے پشاور میں خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا جس کی مجلس سوال و جواب میں حضور نے اپنے ساتھ اس ناچیز کو بٹھالیا اس طرح اس مبارک مجلس میں مجھے بھی کچھ عرض کرنے کی توفیق مل گئی اجتماع ختم ہوا تو مجھے کوہاٹ کے دورہ کا حکم دیا جو خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔

1974ء میں شیر خدا سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے پاکستان اسمبلی کی رہبر کمیٹی سے خطاب کر کے ملک کے اعلیٰ ترین ادارہ بلکہ پورے ملک پر اتمام حجت کی۔ اس تاریخی موقعہ پر میں نے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے مقدس اور خدائی اخلاق وشمائل کا بہت قریب سے مشاہدہ کیا اور آپ کو سرتاپا نور پایا اور نورالدین وقت بھی جن کی نسبت حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے درج ذیل الفاظ میں اظہار خوشنودی فرمایا:۔

''میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت نفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔'' (ترجمہ آئینہ کمالات اسلام)

اسمبلی کے لئے ''محضر نامہ'' حضرت خلیفۃ المسیح کی رہنمائی میں اکثر و بیشتر حضرت صاحبزادہ صاحب اور خالد احمدیت مولانا ابوالعطاء صاحب کی سربراہی میں دو تین روز کے اندر مرتب ہوا جسے حضرت صاحبزادہ صاحب نے وقف جدید میں کاتبوں کے ذریعہ پوری پوری رات جاگ کر لکھوایا اور طبع کرایا طباعت کے معاً بعد محترم محمد شفیق صاحب قیصر سابق مربی افریقہ کے ذریعہ اسمبلی میں داخل کرا دیا گیا ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ تھے۔ اسمبلی اور سینٹ کے ممبروں میں تقسیم کے بعد بقیہ سب کاپیاں آخر تک آپ ہی کی تحویل میں رہیں۔

آپ کی ہدایت پر اسمبلی کی کارروائی کے لئے خاکسار نے ضروری حوالہ جات کی متعدد فائلیں بنائیں کیونکہ حوالے اور اصل کتابیں مہیا کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرنے کی خدمت عاجز کو عطا ہوئی۔ فالحمدللہ علی احسانہٖ ایک بار آپ کی خصوصی ہدایت پر خاکسار کو چوہدری رحمت علی صاحب آف سٹروعہ (دارالبرکات ربوہ) کی کار میں راتوں رات مردان جانا پڑا کیونکہ جو شیعہ مسلک کی کتابیں مطلوب تھیں وہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب فاروقی مرحوم سابق امیر سرحد کے ذاتی کتب خانہ میں موجود تھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو قرآن مجید مصری اور تینوں درثمین بہت محبوب تھیں جو حضرت صاحبزادہ صاحب باقاعدگی سے مع گرم پانی کے تھرماس کے اسمبلی میں لے جاتے تھے اور اسے اپنے لئے بہت بڑا اعزاز تصور فرماتے تھے۔

آپ کی شفقتوں کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلوی ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ فیصل آباد اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور خاکسار کو اپنی کار پر بٹھا کے اسلام آباد لے جاتے اور پھر خود ہی ربوہ پہنچاتے تھے۔ جہلم پل کے ساتھ سرائے عالمگیر میں ایک نہایت مختصر اور سادہ سا ہوٹل تھا جس کی گرم چپاتیاں اور دال آپ کو بہت مرغوب خاطر تھی۔ یہ پسندیدہ چیزیں ہمیں بھی دیتے اور خود بھی مزے لے لے کر نوش فرماتے تھے۔

اسمبلی ہال میں چیئر مین وسپیکر اسمبلی جناب صاحبزادہ فاروق علی صاحب کے سامنے ایک لمبی میز رکھ دی گئی تھی۔ جس کے درمیان حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ رونق افروز ہوتے اور آپ کے دائیں حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے بالکل ساتھ پہلے نمبر پر آپ تشریف رکھتے تھے۔ بائیں جانب پہلے عاجز کی پھر استاذی المحترم خالد احمدیت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی سیٹ معین تھی۔

اسمبلی کے آخری اجلاس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کو ارشاد فرمایا کہ آپ اور دوست محمد شاہد ربوہ پہنچیں چنانچہ حضرت میاں صاحب نے مجھے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا اور مرکز احمدیت کی طرف روانہ ہو گئے۔ سفر شب طویل تھا مگر آپ نے اسے اپنے دلچسپ لطائف وظرائف اور علمی موتیوں سے اس شان سے منور کر دیا کہ جب ہم صبح سویرے ربوہ کی مقدس بستی میں داخل ہوئے تو دونوں ہی تازہ دم تھے اور تھکان کا نام ونشان تک نہ تھا۔

حضور نے 23 اکتوبر 1982ء کو مجلس علم وعرفان میں فرمایا:-

''مولوی دوست محمد صاحب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ ایسی جلدی ان کو حوالہ ملتا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب قومی اسمبلی میں پیش ہوئے تھے تو وہاں بعض غیر از جماعت دوستوں نے آپس میں تبصرہ کیا اور بعض احمدی دوستوں کو بتایا کہ ہمیں تو کوئی سمجھ نہیں

آتی ہمارے اتنے موٹے مولوی ہیں ان کو ایک ایک حوالہ ڈھونڈنے کے لئے کئی کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن ان کا پتلا دبلا مولوی ہے اور منٹ میں حوالے ہی حوالے نکال کر پیش کر دیتا ہے۔'' (الفضل ربوہ 11 جون 1983ء صفحہ 1 کالم 1)

یکم جنوری 1979ء سے آپ کو مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی زمام سیادت سونپی گئی جس نے مجلس میں زندگی کی زبردست روح پھونک دی اور ملک بھر میں دعوت الی اللہ کی سرگرمیوں میں نمایاں اضافہ ہوا آپ ہی کی نظر کرم سے مجھے پہلی بار بذریعہ ہوائی جہاز کراچی میں بطور نمائندہ مرکز جانے کا اعزاز حاصل ہوا۔ قصہ یہ ہوا کہ مجلس کراچی نے اپنے سالانہ اجتماع کے لئے مرکز سے ایک نمائندہ بھجوانے کی درخواست کی کسی نے آپ کو میری نسبت بتایا کہ اس نے سارے ملک کے دورے کئے ہیں مگر ابھی کراچی نہیں گیا اس پر آپ نے فرمایا پھر تو اسی کو بھجوانا چاہئے چنانچہ آپ نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے حضور سفر کراچی کے لئے بغرض منظوری جو درخواست سپرد قلم فرمائی اس میں خاص طور پر یہ وجہ لکھ کر ہی سفارش کی۔ خدا کے محبوب خلیفہ راشد اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی دعاؤں اور قوت قدسیہ کی بدولت کراچی کا میرا یہ سفر بھی ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ فالحمدللہ

یکم نومبر 1981ء کا واقعہ ہے کہ میں بیت اقصیٰ میں انصاراللہ مرکزیہ کے سٹیج پر بیٹھا اپنے مقدس و محبوب آقا نافلہ موعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے لئے سرتاپا انتظار تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور تشریف لا رہے ہیں اور پیچھے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب آپ کی جوتیاں اٹھائے ہوئے کھڑے ہیں۔ جب 10 جون 1982ء کو اللہ جلشانہٗ نے آپ کو عرش سے خلعت خلافت سے نوازا اس وقت یہ نکتہ کھلا کہ منصب خلافت کے فی الواقع آپ ہی مستحق تھے کیونکہ پوری جماعت میں خلیفہ راشد سے عشق و فدائیت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ اگر حضرت مولانا نورالدینؓ نے خلافت جوتیوں میں بیٹھ کر حاصل کی تو بلاشبہ آپ نے بھی خلیفہ وقت کی جوتیوں سے خلافت کا یہ عالی مقام پایا۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے اکیس سالہ زریں عہد خلافت میں اپنے اس نالائق

چاکر پر اس قدر احسانات فرمائے کہ جن کا بلا مبالغہ شمار ممکن نہیں۔ آپ نائب مہدی اور ظل اللہ تھے اور آپ کے وجود مقدس میں ربوبیت، رحمانیت اور رحیمیت کی صفات پوری شان سے جلوہ گر تھیں جن کی جھلکیاں کسی نہ کسی شکل میں صبح وشام صاف دکھلائی دیتی تھیں۔ خلیفہ بننے کے چند روز بعد حضور انور نے اس ناچیز کو پگڑی اور آموں کا تبرک عطا فرمایا۔ خاکسار نے تحریری شکریہ ادا کرتے ہوئے حضرت سید عزیز الرحمان صاحب بریلوی مالک عزیز ہوٹل بانس بریلی (متوفی 17 جولائی 1936ء) کی یہ روایت بھی لکھ دی کہ کسی دوست نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا کہ جنت کا پھل کیا ہوگا فرمایا ''آم۔ جو اللہ سے شروع ہوتا اور محمد پر ختم ہوتا ہے۔'' (روایات غیر مطبوعہ جلد 14 صفحہ 553) پیارے اور محسن حضور نے اپنے قلم مبارک سے جواب دیا کہ میرے آموں سے حضرت مسیح موعودؑ کی روایت زیادہ قیمتی اور لذیذ ہے۔ یہاں تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ خدا کے فضل وکرم سے اس احقر العباد کے نام خلفاء اربعہ کے جملہ خطوط کا ریکارڈ بھی (جو علم ومعرفت کا آسمانی خزانہ ہے) میرے پاس محفوظ ہے۔

اوائل خلافت میں حضور نے اس امر کی تحقیق کے لئے ایک کمیٹی بنائی کہ کیا حضرت امام حسن علیہ السلام خلفاء راشدین میں شامل تھے؟ حضور نے اس کمیٹی کا صدر عاجز کو نامزد فرمایا۔ پیارے آقا نے کمیٹی کی رائے سے اتفاق کیا لیکن ارشاد فرمایا کہ اس کی اشاعت کی ضرورت نہیں۔

ابتداء ہی میں حضور نے جناب وکیل اعلیٰ صاحب تحریک جدید کو خاکسار کی نسبت ارشاد فرمایا کہ تحریک جدید کی سالانہ رپورٹیں جو مجھے بھجوائی جاتی ہیں انہیں بھی دکھلائی جائیں تا ضروری واقعات کا اس کے پاس بھی اندراج ہو اسی طرح چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کو بھی حکم دیا کہ جو خلاصے مجھے بھجوا رہے ہیں وہ اسے بھی ضرور دکھلا دیا کریں نوٹ لے سکیں۔

جولائی 1984ء میں یہ عاجز وفاقی شرعی عدالت کی کارروائی کے سلسلہ میں لاہور تھا۔ حضور نے میرے ایک عریضہ کے جواب میں 25 جولائی 1984ء کو تحریر فرمایا:-

''آپ تو ماشاء اللہ حوالوں کے بادشاہ ہیں۔ سارے مولوی مل کر بھی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہر میدان میں آپ کا حامی وناصر ہو۔''

اوائل 1989ء کی بات ہے کہ اخبار الفضل میں لنڈن کی ایک معروف شخصیت کا مضمون چھپا کہ مولانا حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف رحمہ اللہ کا (ڈیورنڈلائن کے موقع پر) شائع شدہ گروپ فوٹو صحیح نہیں۔ جس کے جواب میں خاکسار نے ایک تحقیقی مقالہ لکھا جو ''مدیر الفضل'' مکرم مولانا نسیم سیفی صاحب سابق رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ نے 22 مئی 1989ء کی ایک خصوصی اشاعت میں ریکارڈ کر دیا اس کے بعد عاجز نے ''حضرت شہزادہ عبداللطیف شہید'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی جس میں یہ تحقیقی مقالہ بھی شامل کیا نیز دیباچہ میں لکھا کہ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی عید قربان ٹھیک 14 جولائی 1989ء کو منائی جارہی ہے جو حضرت شہید کابل کا یوم شہادت ہے۔ یہ کتاب عاجز نے سب سے پہلے محبوب آقا کی خدمت میں ارسال کی ازاں بعد جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے انگلستان پہنچا تو عجیب اتفاق ہوا کہ خاکسار جونہی بیت الفضل کے احاطہ میں داخل ہوا حضور پُر نور نماز پڑھانے کے لئے تشریف لا رہے تھے۔ حضور نے مجھے دیکھتے ہی میری آمد پر بہت مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا مبارک ہو تم نے حضرت شہید مرحوم کے فوٹو پر تنقید کرنے والوں کو ساکت وصامت کر دیا ہے۔ چندروز بعد حضور آسٹریلیا تشریف لے گئے اور 14 جولائی 1989ء کے خطبہ میں اس حیرت انگیز نکتہ کی طرف عالمگیر جماعت کو خاص توجہ دلائی کہ یہ عجیب توارد ہے کہ احمدیت کی دوسری صدی کی پہلی عید قربان ٹھیک 14 جولائی کو منائی جارہی ہے۔ جس میں یہ پراسرار پیغام مخفی ہے کہ عشاق احمدیت کو اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہوگا۔

خاکسار 1990ء میں تلونڈی موسیٰ خان کیس میں تعزیرات پاکستان کی دفعات 298، 188 اور 295 کے تحت سنٹرل جیل گوجرانوالہ میں تھا۔ حضور انور نے ہمارے کیس کی پیروی کے لئے محترم خواجہ سرفراز احمد صاحب ایڈووکیٹ سیالکوٹ کو مقرر فرمایا آپ نے اس شان سے وکالت کا حق ادا کیا کہ حضور نے ایک خصوصی مکتوب ان کے نام لکھا جس میں آپ کو زبردست خراج تحسین ادا کیا آپ کا وصال 22 مئی 2000ء کو ہوا۔

اے خدا برتربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

میرے مشفق آقا نے ان دنوں ہم ناچیز خدام کے لئے نہ صرف خود نہایت گریہ وزاری سے اور نیم شبی دعاؤں سے عرش الٰہی کو ہلا دیا بلکہ 13 اپریل 1990ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر امور عامہ (حال ناظر اعلیٰ) کو بذریعہ ٹیلی فون پیغام دیا۔

''اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مولوی دوست محمد صاحب اور دوسرے احمدی احباب کی قربانی قبول فرمائے۔ عسیٰ ان تکرھوا شیئ وھو خیر لکم خدا کی خاطر تکلیف پہنچی ہے۔''

میں نے اپنی رپورٹ میں دینی سرگرمیوں کی رپورٹ حضور انور کی خدمت میں بھجوائی تو حضور نے بے انتہا مسرت کا اظہار فرمایا اور 19 جون 1990ء کو تحریر فرمایا:-

''پیارے مکرم مولوی دوست محمد صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ آپ کا خط ملا جیل میں ماشاء اللہ آپ نے خوب تبلیغ کی اور زبردست جماعت قائم کی ہے اللہ کرے آپ لوگوں کے بعد جو قیدی رہ گئے ہیں ان میں بھی باقاعدہ جماعت مستقل رہے۔''

علاوہ ازیں حضور نے اپنے قلم مبارک سے 16 اپریل 1990ء کو عزیزم ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب کو حسب ذیل مکتوب گرامی ارسال فرمایا جو آپ کے ان قلبی جذبات کا عکاس تھا جو حضور کے قلب صافی میں بحر ناپیدا کنار کی طرح موجیں مار رہے تھے۔ یہ روح پرور مکتوب انہوں نے خود جیل میں ہمیں پہنچایا اور ہم سب کے اندر زندگی کی ایک نئی برقی لہر دوڑ گئی اور پھر جلد ہی رہائی کے غیبی سامان بھی ہو گئے۔ اس مبارک مکتوب کا مبارک متن ہدیہ قارئین ہے۔

20 رمضان 1990ء پیارے عزیزم سلطان! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

شیر پنجرے میں بھی شیر ہی رہتا ہے اور زنداں میں یوسف کی بوئے یوسفی نہیں جاتی۔ اللہ کے شیروں سے ملنے جاؤ تو میرا محبت بھرا سلام اور پیار دینا۔ یہ شیر عصائے موسیٰ کی صفات بھی رکھتے ہیں۔ صاحب عصا کو ان کی طرف سے کوئی خوف نہیں۔ یہ شیر و الذین مَعَہٗ کا

پر تو بھی ہیں کہ ان کے جلال کا چہرہ صرف آور دشمن کی طرف کھلتا ہے جبکہ اپنوں کے لئے رحما بینھم ہوکر اپنے جمال کی نرم چاندنی ان پر نچھاور کرتے ہیں۔

سلاخوں سے پار باز وتو جاہی سکتے ہوں گے۔ دلوں کی راہ میں تو کوئی آہنی دیوار بھی حائل نہیں ہوسکتی۔ پس بن پڑے تو سلاخوں میں سے گلے لگا کر دل سے دل ملا کر محبت بھرا سلام اور پیار بھرا عید مبارک کا تحفہ پیش کرنا۔ پھر اس چہرے کی کیفیت لکھنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں اس وقت بھی تمہارے ابا کا وہ کھلا ہوا چہرہ دیکھ رہا ہوں اور ان کی خوشیوں کی چاندنی میری آنکھوں کی شبنم بن رہی ہے۔ خدا حافظ۔

امی کو بھی سلام اور عید مبارک۔ تمہارے خاندان کو یہ سعادتیں اللہ تعالیٰ تا ابد مبارک فرمائے۔

والسلام خاکسار

''مرزا طاہر احمد''

تلونڈی موسیٰ خان کیس کے اسیران راہ مولیٰ کے نام یہ ہیں۔ خاکسار (دوست محمد شاہد) شبیر احمد ثاقب صاحب حال پروفیسر، جامعہ احمدیہ ربوہ، چوہدری منظور احمد صاحب (پریذیڈنٹ تلونڈی موسیٰ خاں) نذیر احمد صاحب، سلیم احمد صاحب، خالد پرویز صاحب، یوسف صاحب، منور احمد صاحب، ناصر احمد صاحب (نوائے وقت 4 اپریل 1990ء) شبیر احمد صاحب ولد نذیر صاحب، ظفر احمد صاحب اور ''اقوام قادیانی'' (ایف آئی آر 1984ء تا 2000ء ناشر نظارت اشاعت مرکزیہ۔ اشاعت نومبر 2007ء) ہماری اسیری کے ایام میں اخبار الفضل نے ایک اداریہ شائع کیا اور احمدیت کے نامور سخنور جناب سلیم شاہجہانپوری نے ''پابند سلاسل'' کے عنوان سے ایک طویل نظم میں اپنے مخلصانہ اور فدائیانہ جذبات کا اظہار فرمایا۔ یہ نظم کینیڈا کے ''احمدیہ گزٹ'' میں شائع ہوئی نمونہ کے چند شعر عرض کرتا ہوں۔

آقا کا چہیتا ہے یہ پابند وفا ہے
اے ظالمو تم نے کسے قید کیا ہے؟
پابند سلاسل کیا اک عالم دیں کو
ہم بھی تو سنیں کونسا جرم اس نے کیا؟

تنہا نہیں زنداں میں فقط دوست محمدؐ
ساتھ اس کے ہر اک فرد کی دعا ہے

رب کریم کے فضل اور مقدس آقا اور تمام عشاق خلافت کی مقبول دعاؤں کے طفیل 10 مئی 1996ء کو ضمانت پر ہماری رہائی عمل میں آئی جس پر جناب سید محمد اسماعیل صاحب صدیقی گوجرہ نے بے ساختہ یہ شعر کہا:-

آنکھوں میں تاب عشق تھی اور چہروں پہ نور تھا
نکلے جو قید خانے سے کچھ دن گزار کے

حضرت اقدس نے ہجرت انگلستان سے قبل ''اک حرف ناصحانہ'' سپرد قلم فرمائی جس کے لئے مطلوبہ حوالوں کے اضافہ کا اس ناچیز غلام کو بھی شرف بخشا۔ حضور نے ہجرت کے بعد تاکید فرمائی کہ خاکسار کی حفاظت کے لئے ایک خادم متعین رہے چنانچہ اس کی کئی ماہ تک تعمیل جاری رہی۔

حضور انور کی نظر کرم سے خاکسار کو جلسہ سالانہ انگلستان 1985ء (منعقدہ اسلام آباد لندن) میں نمائندہ صدر انجمن احمدیہ کی حیثیت سے شرکت کی سعادت نصیب ہوئی اور بعدازاں حضور کے ارشاد مبارک پر ڈنمارک، سویڈن، ناروے اور جرمنی میں مجالس سوال وجواب کے مواقع میسر آئے۔ ہڈرزفیلڈ مشن میں رمضان کے مبارک مہینہ میں درس قرآن دیا علاوہ ازیں انگلستان کے مختلف شہروں مثلاً ہڈرزفیلڈ، نیز ایسٹ لنڈن وغیرہ میں علمی مذاکرات بھی ہوئے۔ ایسٹ لنڈن کی تاریخی مجلس احراری ویمبلے کانفرنس کے جواب میں تھے جن کی ویڈیو کیسٹ حضور پُرنور کے ارشاد پر دنیا بھر کی جماعتوں کو بھجوائی گئی اور ہر جگہ نہایت درجہ دلچسپی اور ذوق سے سنی گئی جو حضرت کی زبردست روحانی قوت وفیضان کا معجزہ تھا۔

قیام لندن کے دوران حضور کے فرمان مبارک پر ''سنسنی خیز انکشافات'' تالیف ہوئی جو دوبارہ لنڈن سے ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوئی۔

حضرت اقدس نے 26 دسمبر 1985ء کو اس کفش بردار کو ایک خصوصی مکتوب میں لکھا۔

''آپ کی تبلیغی کوششیں انتہائی قابل قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج برآمد

فرمائے ماشاءاللہ پھل بھی اچھے لگ رہے ہیں۔ جماعتوں میں بیداری کی لہر نظر آرہی ہے آپ جہاں جائیں ان کے جذبہ تبلیغ کو بھی ابھاریں خدا کے فضل سے توقع سے زیادہ خوشکن نتائج ظاہر ہوں گے۔ الحمدللہ آپ کی کوششوں سے یوکے کی جماعتوں کے چہرے پر رونق آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اپنے فرشتوں سے مدد فرمائے اور علم اور معرفت میں ترقی دے اور لوگ مستفیض ہوں۔"

خاکسار 20 فروری 1986ء تک حضور کے زیر سایہ انگلستان میں مقیم رہا اس دوران حضور نے ازراہ شفقت وذرہ نوازی میری بیگم سلیمہ اختر صاحبہ اور میری پیاری بیٹی طاہرہ صدیقہ سلمہا تعالیٰ کو بھی انگلستان آنے کی اجازت بخشی اور نہ صرف میری بیٹی کے رخصتانہ کی تقریب میں شمولیت فرمائی بلکہ اس کے سبھی اخراجات کا بھی خود انتظام فرمایا۔ اس موقعہ پر لنڈن کے عشاق خلافت نے محبت وخلوص کا جو نمونہ دکھلایا اس نے قرن اول کی یاد تازہ کردی بارگاہ خلافت کی طرف سے ہم دونوں میاں بیوی کے قیام کے لئے اسلام آباد کے اس کمرہ کی منظوری عطا ہوئی جس میں بیگم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب صدر لجنہ اماءاللہ انگلستان کا دفتر یا قیام تھا۔

دوران قیام انگلستان حضور کی نظر کرم سے حضرت صاحبزادہ مرزا عبدالحق صاحبؓ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور خاکسار کو لیک ڈسٹرکٹ، گلاسکو اور انگلستان کے کئی اور مقامات دیکھنے کی بھی سعادت ملی اور معلومات میں ازحد اضافہ ہوا۔

ایک شب صفدر حسین صاحب عباسی لنڈن سے اسلام آباد پہنچے اور ہمارے کیبن میں انڈوں کا ایک ٹوکرہ دے گئے اور بتایا کہ حضور نے آپ میاں بیوی کے لئے تحفہ بھجوایا ہے۔ میری رفیقہ حیات سلسلہ عالیہ کے معروف صاحب طرز شاعر جناب محمد ابراہیم صاحب شاد چک چھور کی صاحبزادی تھیں ان کی المناک وفات (20 مئی 1990ء) پر حضور نے تعزیت کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری خدمات میں وہ بھی برابر شامل تھیں۔ آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں آسودہ خاک ہیں۔ رب ادخلھافی الجنۃ۔

پیارے حضور نے جلسہ سالانہ 1986ء اور 1987ء میں شمولیت کی منظوری عطا فرمائی

اور سارے اخراجات مخدومی چوہدری محمد شاہنواز خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (آف شاہنواز لمٹیڈ) نے برداشت کئے ازاں بعد آپ ہی نے 1989ء کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا انتظام فرمایا۔ **فجزاہ اللّٰہ تعالیٰ رب اجعل مثوہ فی الجنة الفردوس۔**

حضور اقدس نے از راہ نوازش خاکسار کے لخت جگر ڈاکٹر سلطان احمد صاحب مبشر کا 24 ستمبر 1991ء کو اسلام آباد لندن میں خطبہ نکاح پڑھا جس میں فرمایا:-

''عزیزم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر کے والد مکرم محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد سلسلے میں کسی تعارف کے محتاج نہیں بہت ہی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائی ہے اور بہت گہرا علم رکھتے ہیں تاریخ احمدیت پر خدا کے فضل سے سند بن چکے ہیں اس کے علاوہ بھی ہمیشہ بڑی انکساری کے ساتھ سلسلہ کی مختلف خدمات پر مامور ہے اور ان خدمات کا حق ادا کر دیا۔ ان کا بچہ سلطان احمد بھی (جیسا کہ اللہ نے چاہا) انہی کے رنگ میں رنگین ہے۔'' (الفضل 14 دسمبر 1991ء صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت انگلستان سے تحریک احمدیت کی فتوحات کا ایک انقلاب آفریں دور شروع ہوا اور خصوصاً آپ کی برکت سے ایم ٹی اے جیسا آسمانی ادارہ عطا ہوا جس نے دنیا بھر میں آنحضرت ﷺ، قرآن اور اسلام کی دھومیں مچا دیں۔

حضور انور نے ازراہ ذرہ نوازی ہجرت انگلستان کے بعد اس قلمی ولسانی جہاد میں ہر قدم پر مجھ ناچیز اور نالائق چاکر کو بھی شامل رکھا اس طرح احقر کو بے شمار حوالہ جات اور ضروری معلومات بذریعہ فیکس ارسال کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ اس بے پناہ لطف وکرم کا شکریہ میں لفظوں میں ادا نہیں کر سکتا اور نہ میری اولادیں ہی قیامت تک ادا کر سکیں گی۔ 15 اپریل 1994ء کے ملاقات پروگرام میں (جو ایم ٹی اے پر نشر ہوا) حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:-

''جب کوئی حوالہ ہمیں یہاں سے نہ ملے تو پھر حوالوں کے بادشاہ مولوی دوست محمد صاحب ہیں، ان کو فیکس بھیجتے ہیں اور وہ ضرور نکال لیتے ہیں، کہیں سے نکالیں، ایسا خدا کے فضل سے ان کو عبور ہے مطالعہ بھی وسیع ہے اور پھر یاد رہتا ہے کہ کتاب کہاں ہے۔

چونکہ لائبریری میں کام کرتے ہیں اس سے ان کو سہولت ہو جاتی ہے۔ یہاں کام کرنے والوں کو پتہ ہوتا ہے کہ کہاں کتاب ہوگی اور اس کے کس صفحے پر متعلقہ حوالہ موجود ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزائے خیر دے۔''

اب میں ایک ایسا ناقابل فراموش واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں جو میرے روح قلب بلکہ جسم کے ذرہ ذرہ پر ہمیشہ کے لئے نقش ہے اور جس کا تصور ہی آنکھوں کو اشکبار کر دیتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ 17 جنوری 2000ء کو جبکہ میں سائیکل پر سوار بیت مبارک ربوہ میں نماز پڑھانے کیلئے جارہا تھا ایک سائیکلسٹ کی ٹکر سے میری بائیں ٹانگ کا تشویشناک حد تک فریکچر ہو گیا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 19 جنوری 2000ء) محترم مخدومی ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب نے فوری طور پر جسم کے متاثرہ حصہ پر کمال مہارت سے مرہم پٹی کی اور فیصلہ ہوا کہ آپریشن فیصل آباد کے مشہور آرتھوپیڈک احمدی سرجن محترم ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب سے کرایا جائے لیکن اگلے روز صبح کے وقت یہ دردناک اطلاع پہنچی کہ آپ بوقت شب راہ مولیٰ میں قربان ہو گئے ہیں۔ (الفضل 20 جنوری 2000ء صفحہ 1)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اب مشکل یہ آن پڑی کہ اس نازک آپریشن کے لئے فضل عمر ہسپتال میں پورٹیبل ایکسرے مشین ہی موجود نہیں تھی۔ ہمارے موجودہ عالی مقام امام سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے جو اس وقت ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے حکم دیا کہ یہ مشین فوراً منگوائی جائے اور یہیں آپریشن کیا جائے چنانچہ اسکی فی الفور تعمیل کی گئی اور جناب صاحبزادہ مرزا مبشر احمد نے ہی آپریشن کیا اسی دوران عزیزم ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی خدمت عالیہ میں متعدد بار بذریعہ فیکس دعائے خاص کی درخواست کی۔ حضور انور نے نہ صرف دعا کی بلکہ اپنی مبارک اچکن بطور تبرک عطا فرمائی۔ نیز فرمایا ''اللہ فضل فرمائے، بہت فکر والی بات ہے مولوی صاحب تو بہت قیمتی وجود ہیں اللہ تعالیٰ جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے، نتیجہ یہ ہوا کہ بفضل اللہ

تعالیٰ یہ انتہائی نازک آپریشن بھی نہایت درجہ کامیاب رہا اور بہت جلد شعبہ تاریخ کے دفتر میں حاضر ہونے کے قابل ہو گیا۔

ایک سال بعد مجھے بندش پیشاب کا عارضہ لاحق ہو گیا جس پر حضور انور نے عزیزم ڈاکٹر سلطان احمد صاحب کو تحریر فرمایا:-

''آپ کے ابا محترم مولوی صاحب کی صحت کا پڑھ کر فکر پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ خاص فضل فرمائے ان کو اعجازی رنگ میں شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے میری طرف سے انہیں عیادت کا پیغام اور بہت بہت محبت بھرا سلام پہنچائیں۔ ڈاکٹر مبشر صاحب دوسرے ماہر ڈاکٹروں سے مل کر مکمل علاج کروائیں اور مجھے تفصیلی رپورٹ بھجوائیں۔ ہومیوپیتھک علاج بھی کرائیں اللہ شفا بخشے۔''

22 فروری 1997ء کو محترم محمود مجیب اصغر صاحب امیر جماعت احمدیہ مظفر گڑھ کو ان کے ایک استفسار کے جواب میں راہ نمائی فرمائی کہ

''تاریخی نکات کے متعلق محترم مولوی دوست محمد صاحب سے پوچھ لیا کریں۔ ہم بھی ان سے ریسرچ کرواتے ہیں۔''

حضور نے 1999ء تا 2001ء میں پُر معارف عالمی درس قرآن دیا جو اپنی مثال آپ تھا۔ رمضان المبارک کے دوران حضور نے فرمایا کہ احادیث اور روایات پرکھنے کا طریق کار وہی ہے جو مولوی دوست محمد شاہد مورخ احمدیت کا ہے۔

(مکتوب جناب عبدالرحیم خان صاحب عادل مولوی فاضل ابن عبداللہ خان افغان مہاجر درویش مرحوم)

آخری زیارت

خاکسار اکتوبر 2002ء میں جرمنی، سویڈن، ناروے اور ہالینڈ کے تبلیغی دورہ پر تھا ہر جگہ خدا کے فضل وکرم سے تقاریر اور مذاکرات کے پروگرام غیر معمولی طور پر کامیابی سے ہمکنار ہوئے جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی قوت قدسیہ کا اعجاز تھا۔ خدا تعالیٰ جزائے عظیم بخشے جناب عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی کو جنہوں نے بذریعہ ہوائی جہاز فرینکفورٹ سے

میرے لندن جانے کا انتظام کیا اور مجھے 25 اکتوبر 2002ء کو اپنی جان سے عزیز، محبوب ترین آقا اور امام عالی مقام کی آخری زیارت کا شرف حاصل ہو گیا۔ حضور ان دنوں شدید علالت کے باعث ذاتی ملاقاتوں میں بھی اکثر بالکل خاموش رہتے تھے۔ مکرم جناب مولانا منیر احمد صاحب جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے جرمنی میں ہی مجھے برقی پیغام دیا کہ 25 اکتوبر کی عصر بیت الفضل لندن میں پڑھیں اس وقت ہی ملاقات ہو جائے گی سوالحمد اللہ ثم الحمد اللہ حضور انور نماز عصر پڑھانے کے بعد جب واپسی کے لئے جونہی محراب میں کھڑے ہوئے حضور کی شفقت انگیز نظر مجھ ناچیز پر پڑ گئی۔ حضور نے افسر حفاظت میجر محمود احمد صاحب سے دریافت فرمایا مولوی دوست محمد شاہد ہیں؟ یہ دیکھتے ہی میں دیوانہ وار عقبی دروازہ کے آگے خالی جگہ پر پہنچ گیا اور اپنے محبوب آقا کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور مبارک باد دی کہ حضور کے ترجمہ قرآن مجید کا دوسرا ایڈیشن بھی چھپ گیا ہے۔ جس پر حضور نے دروازہ سے باہر پہنچ کر بلند اور سحر آفریں آواز میں فرمایا ''خیر مبارک'' آہ مجھے کیا معلوم تھا کہ اپنے مقدس امام سے یہ میری آخری ملاقات ہے۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم کہ بہار آخر شد

ایک پُر جلال پیشگوئی

اب آخر میں خاکسار نظام خلافت سے متعلق اللہ تعالیٰ کی ایک جلالی پیشگوئی ہدیہ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے 1907ء میں یعنی اسی سال جس میں حضرت اقدس کو خواب میں ''وہ بادشاہ آیا''..........

''حکم اللہ الرحمن لخلیفة اللہ السلطان یوتی له الملک العظیم وتفتح علی یدہ الخزائن و فی اَعُینکم عجیب''

ترجمہ: ''خدائے رحمٰن کا حکم ہے اسکے خلیفہ کیلئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے۔ اس کو

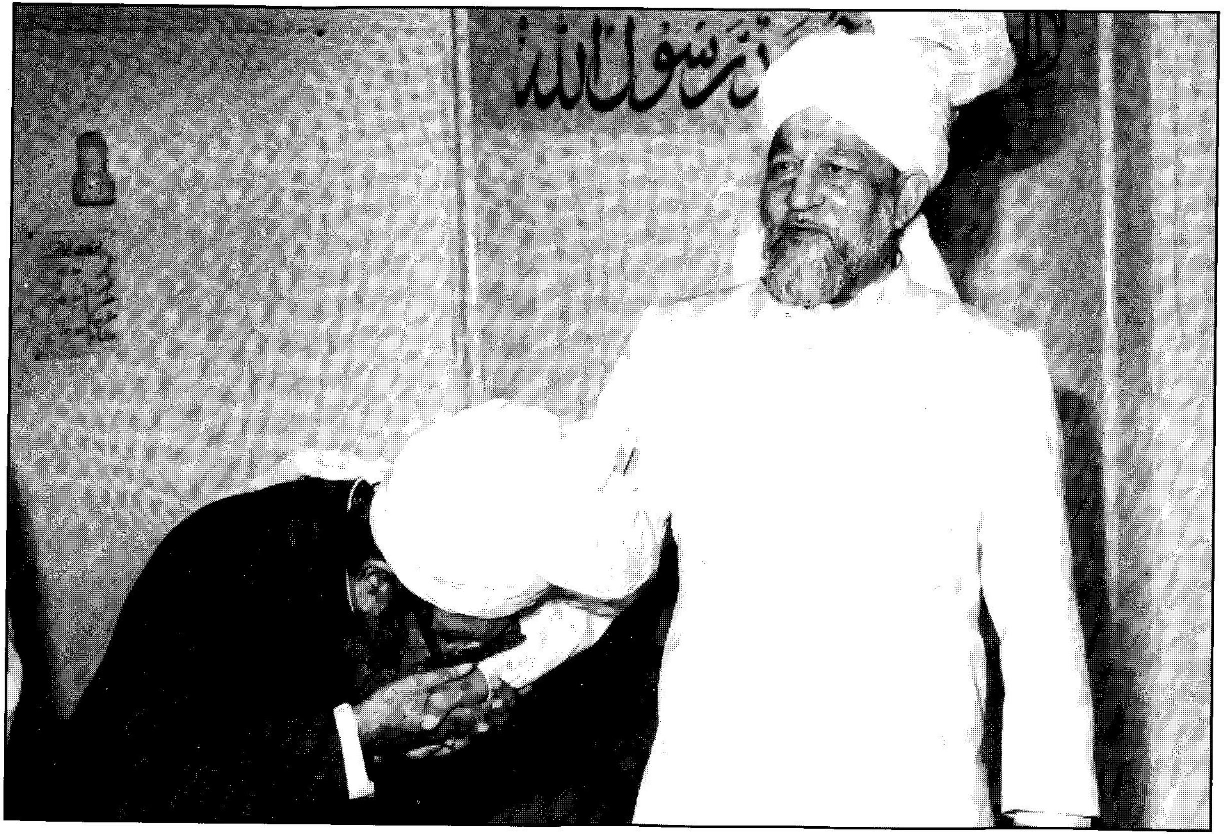

ادنیٰ ترین غلام اپنے مقدس آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے حضور   ستمبر1993ء   بیت فرینکفورٹ (جرمنی)

ملک عظیم دیا جائے گا اور خزینے اس کیلئے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔'' (حقیقۃ الوحی طبع اول صفحہ 92 روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 94)

حضرت اقدسؑ نے جلی قلم سے یہ ربانی کلام درج کر کے حاشیہ میں تحریر فرمایا:-

''کسی آئندہ زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں کشفی رنگ میں کنجیاں دی گئی تھیں مگر ان کنجیوں کا ظہور حضرت عمر فاروقؓ کے ذریعہ سے ہوا۔ خدا جب اپنے ہاتھ سے ایک قوم بناتا ہے تو پسند نہیں کرتا کہ ہمیشہ ان کو لوگ پاؤں کے نیچے کچلتے رہیں۔ آخر بعض بادشاہ ان کی جماعت میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے ہوا۔''

قبل ازیں حضور نے اشتہار 5 دسمبر 1900ء میں ڈنکے کی چوٹ منادی کی ''پہاڑ ٹل جاتے ہیں، دریا خشک ہو سکتے ہیں، موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔'' (مجموعہ اشتہارات مسیح موعود جلد 3 صفحہ 380)

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ خلفاء محمد و بارک و سلم (مسیح موعودؑ)

عظیم الشان عہد وفا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27 مئی 2008ء کو خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی کے موقع پر دنیا بھر کے احمدی احباب کو کھڑا کر کے یہ عظیم الشان عہد لیا:-

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد اعبدہ و رسولہ

آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم (دین حق) اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک (دین حق) کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔ ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تاکہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ (دین حق) کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اللّٰھم امین اللّٰھم امین اللّٰھم امین"